THE BADR WEEKLY. QADIAN-143516. Manager

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61 / 57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۰

شمارہ ۱۳

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۷۵ روپے
ششماہی ۴۰-۵۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ پچاس پیسے۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۱۱ ہجری   ۲۸ر امان ۱۳۷۰ ہش   ۲۸ر مارچ ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت وسلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ۔

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ السلام

"دیکھو! میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے۔ اُس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ بہار کے دن ہوں گے۔ نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئے گا۔ اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہوں گے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۴)

"عرصہ قریباً پچیس برس کا گذر گیا ہے کہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ایک بڑی لمبی نالی ہے جو کئی کوس تک چلی جاتی ہے اور اُس نالی پر ہزارہا بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اس طرح پر کہ بھیڑوں کا سر نالی کے کنارہ پر ہے۔ اس غرض سے کہ تا ذبح کرنے کے وقت اُن کا خون نالی میں پڑے اور باقی حصہ اُن کے وجود کا نالی سے باہر ہے اور نالی شرقاً غرباً واقع ہے اور بھیڑوں کے سر نالی پر جنوب کی طرف سے رکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک بھیڑ پر ایک قصاب بیٹھا ہے اور اُن تمام قصابوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھری ہے جو ہر ایک بھیڑ کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف اُن کی نظر ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی اجازت کے منتظر ہیں۔ اور میں اُس میدان میں شمالی طرف پھر رہا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو دراصل فرشتے ہیں بھیڑوں کے ذبح کرنے کے لئے مستعد بیٹھے ہیں۔ محض آسمانی اجازت کی انتظار ہے۔ تب میں اُن کے نزدیک گیا اور میں نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ[1] یعنے اُن کو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم اُس کی پرستش نہ کرو اور اُس کے حکموں کو نہ سنو۔ اور میرا یہ کہنا ہی تھا کہ فرشتوں نے سمجھ لیا کہ ہمیں اجازت ہو گئی۔ گویا میرے مُنہ کے لفظ خدا کے لفظ تھے۔ تب فرشتوں نے جو قصابوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے فی الفور اپنے بھیڑوں پر چھریاں پھیر دیں۔ اور چھریوں کے لگنے سے بھیڑوں نے ایک دردناک طور پر تڑپنا شروع کیا۔ تب اُن فرشتوں نے سختی سے اُن بھیڑوں کی گردن کی تمام رگیں کاٹ دیں اور کہا کہ تم چیز کیا ہو۔ گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ایک سخت وبا ہوگی اور اس سے بہت لوگ اپنی شامتِ اعمال سے مریں گے۔ اور میں نے یہ خواب بہتوں کو سنا دی جن میں سے اکثر لوگ اب تک زندہ ہیں۔ اور حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور وہ خواب اور ہندوستان اور خاص کر امرتسر اور لاہور میں اس قدر ہیضہ پھوٹا کہ لاکھوں جانیں اس سے تلف ہوئیں اور اس قدر موت کا بازار گرم ہوا کہ مُردوں کو گاڑیوں پر لاد کر لے جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا مشکل ہو گیا۔"

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۳-۲۶۴)

[1] الفرقان: ۷۸

درخواست ہائے دعا

● عزیز باسط رسولی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان لکھتے ہیں کہ خاکسار کے والد مکرم غلام رسول صاحب ڈار آسنور عرصہ تین ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں علاج معالجہ جاری ہے۔ تسلی بخش افاقہ نہیں ہو رہا۔ کامل شفایابی کے لئے دردمندانہ درخواستِ دعا ہے۔

● مکرم عبدالعظیم صاحب درویش قادیان کچھ روز سے تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ امرتسر ہسپتال میں بھی زیر علاج رہے ہیں۔ صحتِ کاملہ کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (ایڈیٹر)

● مکرم محمد معین الدین صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ چندا پور لکھتے ہیں کہ خاکسار کا ہائیڈروسل کا اپریشن کامیاب رہا اور بالکل آرام ہو چکا ہے۔ لیکن ایک دوسرا مرض بواسیر کی شکل میں ہو کر بہت تکلیف دے رہا ہے۔ علاج جاری ہے۔ صحتِ کاملہ کے لئے درخواستِ دعا ہے ــــ!

● مکرم سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ڈبروگڑھ (آسام) کے ایک مخلص نوجوان مکرم شاہباز انور صاحب مختلف مدات میں مبلغ پچاس روپیہ نقد ادا کرتے ہوئے پڑھائی کے میدان میں زیادہ سے زیادہ کامیابی اور مخالفینِ احمدیت کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ موصوف حضرت [illegible] صاحبہ بنت حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؓ کے نواسے ہیں۔ ــ! (ایڈیٹر)

● مکرم محمد عبدالقیوم صاحب حیدرآباد۔ ترقی کے لئے معاملہ زیرِ غور ہے کامیابی اور شہر ہی میں تقرری کے لئے نیز دینی و دنیاوی ترقیات اور تمام نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار:- محمد کریم الدین شاہد قادیان۔

پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بدر بورڈ۔ بدر قادیان۔ منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۸ امان ۱۳۷۰ ہش

خلیج میں جنگ کے اثرات و نتائج !

اور

امنِ عالم کے لئے بصیرت افروز مشورے

چوتھی ذمہ داری اس جنگ کی عراق پر عائد ہوتی ہے۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے بھی شروع میں ہی عراق کو مشورہ دیا تھا کہ اپنے مطالبات جاری رکھتے ہوئے کویت کو خالی کر دے۔ دوسری ذمہ داری امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل پر عائد ہوتی ہے کہ اس سے قبل امریکہ اور برطانیہ کی ملی بھگت سے جو اُردن کے ایک حصہ پر اسرائیل نے ظالمانہ قبضہ جما رکھا تھا، اس کے متعلق عراق کا موقف تھا کہ کویت کے ساتھ مذکورہ حصہ بھی خالی ہونا چاہیئے۔ مگر صدر بُش کی رعونتِ نفس اور اندازِ استکبار نے اس موقف کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ ان لوگوں کی اصل سازش یہ تھی کہ عراق جو مسلمانوں کی اُبھرتی ہوئی طاقت ہے، کو تہس نہس کر کے عالمِ اسلام کو زبردست نقصان پہنچایا جائے۔ جیسے حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے شروع میں ہی نورِ فراست سے بھانپ لیا تھا اور اپنے خطبات میں مسلمان سربراہان کو مشورہ دیا تھا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس معاملہ کو سلجھایا جائے مگر ان سربراہان نے بھی اپنی ذمہ داری سے کوتاہی کی جس کے نتیجہ میں افسوسناک حد تک مسلمانوں کے جان و مال اور وقار کو نقصان پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے اور وہ اسلامی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق پائیں۔ تاکہ آئندہ ہونے والے نقصانات سے بچ جائیں۔

سعودی عربیہ اِس جنگ میں سعودی عربیہ پر بھی قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ کی روشنی میں بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (المائدۃ: آیت ۵۲)

یعنی اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا مددگار نہ بناؤ کیونکہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہیں۔ اور تم میں سے جو بھی ان کو مددگار بنائے گا وہ یقیناً ان ہی میں سے ہوگا۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہرگز کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا۔

یہ آیتِ کریمہ سعودی عربیہ کے مجاز حکمرانوں کو بھی اس جنگ میں برابر کا مجرم قرار دیتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہود و نصاریٰ کو اپنا مددگار بنا کر مسلمانوں کی ایک عظیم طاقت کو کچلنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں یہود و نصاریٰ کی افواج کو ارضِ حجاز میں اُتار دیا۔ لہٰذا یہ زیادہ بڑے مجرم ہیں۔ پھر پاکستانی حکمران بھی اسی کیٹیگری میں آتے ہیں جو اسلام کا واحد ٹھیکیدار خود کو سمجھنے، کلمۂ طیبہ مٹاتے، ڈاڑھیاں منڈواتے، شراب نوشی کرتے اور کشکول لئے اپنے آقا امریکہ کے در کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ ع

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں

حضرت امیر معاویہ سعودی عربیہ کے اس سراسر ناواجب موقف کے منافی مثال تاریخِ اسلام میں یہ ہے جو نہایت ایمان افروز ہے کہ خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ کا قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں سخت اختلاف ہو گیا۔ جنگوں تک نوبت پہنچی۔ اس نازک موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے عیسائی رومی حکمران نے اس علاقہ پر جو آجکل عراق میں شامل ہے حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ چونکہ حضرت علیؓ نے کوفہ (عراق) کو اپنا دارالخلافہ بنایا ہوا تھا۔ حضرت امیر معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس رومی عیسائی حکمران کو یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف ہمارا مسلمانوں کا اندرونی معاملہ ہے۔ اگر تُو نے حضرت علیؓ کے خلاف جنگ کی تو خدا کی قسم حضرت علی کی طرف سے سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو تمہارا مقابلہ کروں گا اور تمہیں تمہارے اپنے ملک سے نکال کر دم لوں گا۔

قارئین کرام سعودی عربیہ اور امیر معاویہ کے مابین منطوق آیت کی روشنی میں خود موازنہ کر سکتے ہیں ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں !
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

عرب و ایران جنگ سورۃ الحجرات کی آیت ۱۰ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا ...... الخ سے متنبہ کرتے ہوئے حضرت امام جماعتِ احمدیہ [illegible]

اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"ان آیات کی روشنی میں ایک بات قطعی طور پر واضح ہوتی ہے کہ عالمِ اسلام نے اپنے باہمی اختلافات میں قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ کی ہدایت کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اگر مسلمان طاقتیں قرآن کریم کی اس واضح ہدایت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے معاملات نپٹانے کی کوشش کریں تو وہ ایک لمبے عرصے تک جو نہایت ہی خونریز عرب ایران جنگ ہوئی ہے وہ زیادہ سے زیادہ چند مہینے میں ختم کی جا سکتی تھی ...... اب یہی وقت ہے اگر عالمِ اسلام تقویٰ سے کام لے اور قرآن کریم کی اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا فیصلہ کر لے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوئی غیر مسلم طاقت اسلامی معاملات میں کسی طرح دخل دینے پر مجبور ہو۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اگست ۱۹۹۰ء بحوالہ بدر ۹۰-۹-۳۰ صفحہ ۲)

حرفِ انتباہ فرمایا:- "میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی وقت اتنا نہیں گزر چکا کہ حالات کو سنبھالا نہ جا سکتا ہو۔ لیکن مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کہ خدا اور رسول کی طرف لوٹیں اور کوئی نجات اور امن کی راہ نہیں ہے ...... جو خطرات اس وقت عراق کے سر پر منڈلا رہے ہیں، ہماری تو ایک درد مندانہ اپیل ہے۔ ایک غریبانہ نصیحت ہے۔ اگر کوئی دل اسے سُنے اور سمجھے اور قبول کرے تو اس میں اس کا فائدہ ہے۔ کیونکہ یہ قرآنی تعلیم ہے جو میں پیش کر رہا ہوں اور اگر تکبر اور رعونت کی راہ سے ہماری اس نصیحت کو رد کر دیا گیا تو میں آج آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اتنے بڑے خطرات عالمِ اسلام کو پیش آنے والے ہیں کہ پھر مدتوں تک سارا عالمِ اسلام نوحہ کناں رہے گا اور روتا رہے گا اور دیواروں سے سر ٹکراتا رہے گا اور کوئی چارہ نہیں جائے گا۔ کوئی پیش نہیں جائے گی کہ ان کھوئی ہوئی طاقتوں اور وقار کو حاصل کر لیں جو اس وقت عالمِ اسلام کا دنیا میں بن رہا ہے اور بن سکتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء بحوالہ بدر ۹۰-۹-۲۰)

پس مسلمان حکمرانوں نے مسئلہ کویت اور عراق حل کرنے کے لئے قرآن کریم کی تعلیمات کو پسِ پُشت ڈال کر اپنا معاملہ غیروں کے ہاتھ میں دے دیا۔ جس کے نتیجہ میں اسلامی وقار کو جو دھکا لگا ہے اور جو تباہی ہوئی ہے وہ بڑی ہی المناک ہے ع محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

مدبرینِ قوم اب دوسرے مدبرین بھی حضور انور کے بیان فرمودہ حقائق کا اعتراف کرنے لگے ہیں۔ بخوفِ طوالت چند حوالے پیشِ خدمت ہیں :-

۱۔ روزنامہ "پاکستان" اپنے ۷ فروری ۱۹۹۱ء کے بین الاقوامی ایڈیشن کے صفحہ اوّل پر لکھتا ہے:-

"فری میسن تحریک، شیرون اور ہنری کیسنجر نے منصوبہ بندی کئی سال پہلے شروع کر دی تھی۔ پاکستان، ایران اور عراق مغربی طاقتوں کی نگاہ میں کھٹکتے رہے ہیں۔ خلیج میں جنگ شروع کرنے کی ذمہ داری عراق پر عائد نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک بین الاقوامی سازش کے تحت عراق کو شہ دی گئی کہ وہ کویت پر قبضہ کرے تاکہ خلیج میں اسرائیل کے عزائم پورے ہو سکیں اور اسلامی ممالک کے درمیان نفاق پیدا کر کے مسلمانوں کی اُبھرتی ہوئی طاقت عراق کو تباہ کیا جا سکے۔ یہ انکشافات جنگ طویل ہونے پر مغربی ذرائعِ ابلاغ خصوصاً امریکی اخبارات میں کئے جا رہے ہیں۔"

یہ ہیں یاجوج ماجوج کی سیاسی تباہ کاریاں ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْن (علامہ اقبال)

۲۔ "عراق کو کویت پر حملے کے لئے اُکسایا گیا۔ اقوامِ متحدہ نے کویت سے جارحیت ختم کرنے کے لئے طاقت کے استعمال کی اجازت دی تھی۔ عراق کو اقتصادی اور فوجی لحاظ سے برباد کرنے کی نہیں" ــــ جنرل اسلم بیگ (نوائے وقت لاہور ۲۹ جنوری ۱۹۹۱ء)

۳۔ "عراق کو اس قابل ہی نہیں چھوڑیں گے کہ اب اسرائیل پر حملہ کر سکے۔ (بُش) امریکی صدر نے اسرائیل کو بچانے کے لئے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔" (روزنامہ جنگ ۲۱ جنوری ۱۹۹۱ء)

۴۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری (ریٹائرڈ) کے۔ ایم۔ اظہر خاں نے کہا ہے کہ امریکہ کا اصل مقصد عراقی صدر صدام حسین کو رستے سے ہٹانا نہیں ہے۔ بلکہ عراق کی بڑھتی ہوئی اقتصادی اور فوجی طاقت کو مکمل طور ختم کرنا چاہیئے تاکہ عراق اسرائیل کے لئے خطرہ نہ بن سکے یہی وجہ ہے کہ امریکہ اب تک مفاہمت کی کوششوں کو مسترد کر چکا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء)

۵۔ "احیاءِ اسلام کی کوششیں جو مشرقِ وسطیٰ میں کسی نہ کسی انداز میں مشاہدے میں آ رہی ہیں اس سے صدر بُش کے حلیف ممالک کو اس بات پر مستعد کیا ہے کہ وہ معاہدہ نیٹو کے تناظر میں اسلام کو دشمن نمبر ۱ سمجھیں۔" (روزنامہ نوائے وقت ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء)

مفید مشورے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں اپنے خطبات میں امنِ عالم کے لئے اقوامِ عالم کو نہایت بلیغ اور انقلاب انگیز مشورے دے رہے ہیں۔ ان خطبات میں "بدر" کی اسی اشاعت میں شائع ہونے والا خطبہ جمعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آج کے امریکن بلاک اور رشین بلاک کو بائیبل۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویؐ میں یاجوج ماجوج قرار دے کر بتایا گیا ہے کہ ان کے ذریعہ بڑے فساد پھیلائے گئے۔ چنانچہ جنگِ عظیم عالمگیر اور جنگِ عظیم ثانی اور دوسری تباہیاں

(باقی دیکھیئے صفحہ ۱۴ پر)

خطبہ جمعۃ المبارک

تمام عراق کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تب بھی دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی۔

انسان کو ہلاک کرنے کیلئے اسکی نیتوں میں بھیڑیئے چھپے ہوئے ہیں جب تک نیتوں میں

پوشیدہ بھیڑیوں کو انسان ہلاک نہیں کرتا اور عدل پر قائم ہونے کے عہد نہیں کرتا

اس وقت تک دنیا کو ہرگز امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم امان (مارچ) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے — (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جب خلیجی جنگ کا آغاز ہوا تو مغربی پروپیگنڈے کے اثر کے نیچے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نازی جرمنی کا زمانہ لوٹ آیا ہے اور پھر ہٹلر اور گوبلز پیدا ہو چکے ہیں اور ان کو مٹانے کے لئے چرچل اور روزویلٹ اور سٹالن نے بھی دوبارہ جنم لے لئے ہیں۔ یہ تصویر اتنی بھیانک تھی کہ ساری دنیا اس کو دیکھ کر لرزہ بر اندام تھی۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی ہے تو منظر تو وہی ہے لیکن اس کی ایک اور تصویر ابھری ہے۔ حالات تو وہی ہیں، حقیقت میں تو تبدیلی نہیں آئی لیکن حقیقت اور طرح سے دکھائی دینے لگی ہے۔ مجھے تو اس جنگ کے اختتام پر وہ مشہور سپینش طنزیہ، مزاحیہ کردار یاد آ گیا جسے DON KUIXOT ڈان کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مسخرہ، نائٹ (KNIGHT) فرضی جن بھوت اور دیو بنا لیتا تھا اور بڑے بڑے نائٹس (KNIGHTS) اپنے تصور میں ہی پیدا کر لیا کرتا تھا اور پھر بہت ڈٹ کر ان پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اسی قسم کی ایک کہانی اس کی ونڈمل (WINDMILL) سے لڑائی کی بیان کی گئی ہے۔ اگر اس کہانی کو موجودہ حالات پر چسپاں کرنے کے لئے کچھ تبدیلی کی جائے تو یوں بنے گی کہ DON KUIXOT اپنے جرنیل سانچو پنزو کے ساتھ اپنے ٹٹو اور گدھے پر سوار کہیں جا رہے تھے تو رستے میں ایک ونڈمل نظر آئی۔ یعنی پون چکی۔ اس پر DON KUIXOT نے اپنے ساتھی کو بتایا کہ یہ دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور اور خوفناک دیو ہے اور آؤ اور ہم دونوں مل کر اس پر حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ڈٹ کر اور للکار کر اس پر حملہ کیا اور تبدیل شدہ کہانی کچھ یوں بنے گی کہ ونڈمل کو بری طرح شکست دی، اس کے پرخچے اڑا دیئے اس کو پارہ پارہ کر کے پھر انہوں نے فخر سے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ آج دنیا کے سب سے بڑے نائٹ نے دنیا کے سب سے بڑے دیو کو شکست فاش دے دی ہے۔ پس دیکھیں حقیقت وہی رہتی ہے۔ وقت بدلنے سے منظر کیسے تبدیل ہو جاتے ہیں اسی طرح زاویہ بدلنے سے بھی مناظر تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اگر امریکہ کے زاویے سے اس صورتحال کو دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوگا جیسے شکاری اصطلاح میں HEEL ہیل کرنا کہا جاتا ہے کہ کتے کو اپنی ایڑی کے پیچھے لگا لینا۔ امریکہ کے زاویۂ نگاہ سے یہ منظر دکھائی دے گا کہ امریکہ نے انگریزوں کو بھی ہیل کر لیا اور فرانس کو بھی ہیل کر لیا اور روس کو بھی ہیل کر لیا اور جرمنی کو بھی ہیل کر لیا۔ غرضیکہ بہت سے اتحادیوں کو ہیل کر لیا اور اس کے پیچھے پیچھے اور غول بیابانی بھی اکٹھا ہوا۔ اور سب ایک شکار کی لالچ میں اس ہیل کرنوالے شکاری کے پیچھے لگ گئے کہ کب وہ شکار مارا جائے اور اپنی اپنی توفیق اور رتبے کے مطابق اس کے حصے بخرے کریں اور اس میں سے کچھ اپنے لئے حاصل کر سکیں۔

یہ جو لشکر رواں ہے شکاریوں کا اور اس کے ہیل ہوئے ہوئے ساتھیوں کا، اس کے منہ سے کویت۔ کویت۔ کویت۔ کویت کی آوازیں آ رہی ہیں اور جو پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ اپنے دانت تیز کر رہے ہیں کہ کب ہمیں کویت کے نام پر عراق کے شکار کا موقع ملے گا۔ بہرحال ایک زاویۂ نگاہ یہ ہے۔

اور اگر اسرائیل کے زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو اسرائیل یہ سمجھتا ہوگا اور حق بجانب ہوگا یہ سمجھنے میں کہ اس نے امریکہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہیل کر لیا ہے اور اسرائیل کے پیچھے پیچھے وہ دیگر جنگلی مخلوقات بھی ساتھ چل رہی ہیں جن کو یہ علم نہیں کہ یہ وہ شکاری ہے جو رفتہ رفتہ پلٹ پلٹ کر ایک ایک ہیل ہوئے ہوئے جانور کا شکار کرے گا اور پھر سب مل کر ان کا گوشت اڑائیں گے۔ تو ایک یہ بھی زاویۂ نگاہ ہے حالانکہ حقیقت وہی رہتی ہے جس طرح چاہیں اس کی تعبیر کر لیں۔ یہ فیصلہ تو بہرحال آنے والا وقت کرے گا کہ کس نے کس کو ہیل کیا ہے۔ آوازوں کے لحاظ سے بھی دماغ عجیب عجیب کرتے دکھاتا ہے۔ ایک ہی آواز کے مختلف معنے لئے جاتے ہیں۔ ایک آواز دنیا یہ سن رہی ہے کہ عراق کے جوڑ جوڑ توڑنے کا ارادہ اس لئے ہے کہ کبھی بھی عراق آئندہ کویت پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرے۔

گویا سارا مقصودِ کائنات کویت ہے اور ہر دوسرے ملک پر ہر دوسرے ملک کو حملے کرنے کی کھلی چھٹی ہے لیکن کویت پر کسی کو حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ پس کویت کویت کی آوازوں کا ایک یہ مطلب ہے جو دنیا کو سنائی دے رہا ہے۔ اگر اسی آواز کو اسرائیل کے کانوں سے سنا جائے تو وہاں یہ آواز سنائی دے گی کہ عراق کے اسی لئے ٹکڑے ٹکڑے کئے جا رہے ہیں اور اسی لئے اس کا جوڑ جوڑ توڑا جا رہا ہے کہ یہ

کبھی اسرائیل پر حملہ کرنے کا خواب

بھی نہ دیکھ سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ دنیا میں کوئی ملک بھی کبھی اسرائیل کو ٹیڑھی نظر سے دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔ تو دیکھئے آواز وہی ہے لیکن مختلف کانوں میں مختلف شکلوں پہ پڑ رہی ہے اور مختلف دماغ اس کی مختلف تعبیریں کر رہے ہیں۔

ایک اور پہلو یہ قابلِ ذکر ہے کہ شائستگی اور تہذیب اور نرمی اور پیار صرف انسانوں کا حصہ نہیں بلکہ گوشت خور جانور بھی ایک تہذیب رکھتے ہیں۔ ایک نرمی اور پیار رکھتے ہیں جب تک وہ شکار پر نہ جھپٹیں یا جب تک کسی دشمن کا مقابلہ نہ کریں اُن کے پاؤں کے تلوے گداز اور نرم ہوتے ہیں اور مخمل کی طرح ہوتے ہیں۔ اُن کے جبڑے نرم نرم ہونٹوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اُن کے دانت نرم نرم ہونٹوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ آپس میں محبت اور پیار سے رہتے ہیں بلکہ دوسرے جانوروں کو بھی بُری نظر سے نہیں دیکھتے۔ لیکن وہ وقت جب شکار کا وقت آتا ہے، وہ وقت جب دشمن پر جھپٹنے کا وقت آتا ہے۔ اُنہی نرم نرم مخملی پاؤں سے خوفناک پنجے نمودار ہو جاتے ہیں اور انہی نرم ہونٹوں کے پیچھے سے وہ ہولناک کچلیاں نکل آتی ہیں جو کسی جانور پر رحم نہیں جانتیں۔ پس اس صورتحال کا بھی جائزہ لینا چاہیئے کہ وہ کون سے وقت ہوتے ہیں جب انسان پہچانے جاتے ہیں۔

ایک اردو شاعر نے بہت اچھی بات کہی جب یہ کہا کہ ؎

اِک ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہُوا کچھ لوگ پہچانے گئے

مگر مغربی دنیا کے عرب دوستوں کے متعلق حسرت سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ذرا سی بات تو درکنار۔ عالمِ اسلام پر قیامت بھی ٹوٹ پڑے تو ان کے برسوں کے یارانے نہیں جاتے اور ان سے دوست پہچانے نہیں جاتے۔

یہ ہے خلاصہ اس پس منظر کا جس کی روشنی میں میں آپ کے سامنے کچھ دوسرے امور رکھنا چاہتا ہوں۔ جن کا زیادہ تر تعلق مختلف قوموں کو مشورے دینے سے ہے۔

قدیم سے لامذہب سیاست کے تین اصول رہے

ہیں جو مشرق اور مغرب میں برابر ہیں۔ مشترک ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے یہ مغربی سیاست کے اصول ہیں یا مشرقی سیاست کے اصول ہیں۔ کل کے ہیں یا آج کے۔ ہمیشہ سے یہی اصول چلے آ رہے ہیں یعنی سیاست اگر لامذہب اور بے دین ہو تو پہلا اصول یہ ہے کہ

قوم، وطن یا گروہ کا مفاد جب کبھی عدل کے مفاد سے ٹکرائے تو قوم، گروہ اور وطن کے مفاد کو عدل کے مفاد پر لازماً ترجیح دو اور فوقیت دو۔ خواہ عدل کو اس کے نتیجے میں پارہ پارہ کرنا پڑے۔

قرآن کریم کا اصولِ سیاست اس سے بالکل مختلف ہے اور برعکس ہے جو یہ ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ

(سورۃ المائدہ: آیت ۹)

کہ اے مسلمانو! تمہاری سیاست اور طرح کی سیاست ہے۔ یہ الٰہی فرمان کے تابع سیاست ہے اور اس کا بنیادی اٹل اصول یہ ہے کہ کسی قوم کی شدید دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُس سے ناانصافی کا سلوک کرو۔ ہمیشہ عدل پر قائم رہو کیونکہ عدل تقویٰ کے قریب تر ہے۔

دوسرا اصولِ سیاست یعنی بے دین سیاست کا اصول یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو مفادات کو طاقت کے زور سے ضرور حاصل کرو۔ کیونکہ "Might is Right" طاقت ہی صداقت ہے اور اس کے سوا دنیا میں صداقت کی اور کوئی تعریف نہیں۔

قرآن کریم اس کے برعکس ایک مختلف اصول پیش فرماتا ہے۔ جو یہ ہے۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (سورۃ الانفال: ۴۳) یعنی وہی ہلاک کیا جائے جس کی ہلاکت پر کھلی کھلی صداقت گواہ ہو اور وہی زندہ رکھا جائے جس کے حق میں کھلی کھلی صداقت گواہی دے۔

پس اسلام کا اصول Might is Right کے بالکل برعکس Right is Might بتاتا ہے۔

تیسرا اصول جو لادینی سیاست کا بنیادی حصہ ہے وہ یہ ہے کہ مقصد کے حصول کے لئے بے دریغ جھوٹا پروپیگنڈا کرو۔ یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ جتنا زیادہ فریب اور ملمع کاری سے کام لیا جائے اتنا ہی زیادہ بہتر اور قوم کے مفاد میں ہے۔ پس دشمن کو صرف میدانِ جنگ میں شکست نہ دو بلکہ جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے اس کو نظریات اور اصولوں کی دنیا میں بھی شکست خوردہ بنا کے دکھاؤ۔

ازل سے، جب سے سیاست کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے یہی تینوں اصول ہمیشہ ہر جگہ کارفرما دکھائی دیں گے سوائے اُن استثنائی ادوار کے۔ جب سیاست بعض شرفاء کے ہاتھ میں چلی گئی ہو جو دینی اور اخلاقی اقدار کی قدر کرتے ہوں۔ یا جب مذہب کی دنیا میں خدا تعالیٰ نے دنیاوی طاقت بھی عطا کر دی ہو۔

قرآن کریم اس اصول کے بالکل برعکس یہ اصول پیش فرماتا ہے

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ (سورۃ الحج: آیت ۳۱)

پھر دوسری جگہ فرمایا۔ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ (سورۃ الانعام: ۱۵۳) کہ لفظوں کی لڑائی میں بھی، لفظوں کے جہاد میں بھی تمہیں سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ سچائی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور جھوٹ کو قبول کرنا، یہ شرک کی طرح ناپاک اور نجس ہے۔ فرمایا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا۔ بات بھی کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ خواہ تمہاری بات کا نقصان تمہارے قریبی کو پہنچتا ہو اس کی کچھ پرواہ نہ کرو۔

آج کی اسلامی دنیا کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ خدا اور دینِ محمد کے نام پر جہاد کا اعلان کرتے ہیں لیکن سیاست کی تینوں شرائط لادینی سیاست سے اخذ کر لی ہیں اور قرآن کریم کی اس غالب سیاست کو چھوڑ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی قدر میں اب تک جتنی دفعہ مسلمان اپنے اور اسلام کے دشمنوں سے ٹکرائے ہیں، اِلّا ماشاء اللہ معمولی اتفاق کے سوا ہر دفعہ نہایت ہی ذلت ناک اور عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا یہ کھلا کھلا بلکہ اٹل وعدہ تھا کہ

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

(سورۃ الحج: آیت ۴۰) کہ خبردار! میری خاطر، میرے نام پر جہاد کے لئے نکلنے والو سنو! تم کمزور ہو مگر میں کمزور نہیں ہوں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اور یہ وعدہ اٹل ہے إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ ان کمزور اور دنیا کی نظر میں نہایت حقیر لوگوں کو جو خدا کی خاطر جہاد پر نکلے ہیں ضرور خدا کی نصرت عطا ہو گی اور ان کو اپنے غیروں پر غالب کیا جائے گا۔

یہ سوال آج مسلمان ذہن کو جھنجھوڑ رہا ہے اور اسی لئے میں نے اس کو بہت اہمیت دی ہے تاکہ مشرق سے مغرب تک کے دُکھے ہوئے

مسلمان دلوں کو سمجھاؤں کہ

یہ شکست اسلام کی شکست نہیں ہے

بلکہ یہ شکست اُن مسلمانوں کی ہے جنہوں نے اسلام کے اصولوں کو ترک کر کے شکست خوردہ اُصولوں کو اپنا لیا۔ پس یہ جنگ حق اور باطل کی جنگ نہیں رہی یہ طاقت اور کمزوری کی جنگ بن گئی۔ نہ خدا اِس طرف رہا نہ خدا اُس طرف رہا۔ اور جب طاقت اور کمزوری کی جنگ بن جائے تو طاقت لازماً جیتتی ہے اور اسی کا مطلب ہے "Might is Right"۔ پس خلیج کی جنگ کے اِس دردناک واقعہ میں ہمارے لئے بہت گہرے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے اصلی، پائیدار اور ناقابل تسخیر اُصولوں کی طرف لازماً لوٹنا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کے حق میں یہ وعدہ پورا نہیں ہوگا کہ ارض کے اوپر خدا کے پاک بندوں کی حکومت لکھی جا چکی ہے۔ اَلْاَرْض سے یعنی فلسطین کی زمین ہو یا ساری دنیا مراد ہو جب تک عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْن پیدا نہیں ہوتے اور قرآن کریم کے پاکیزہ ہمیشہ زندہ رہنے والے، ہمیشہ غالب آنے والے اُصولوں پر عمل نہیں کرتے اُس وقت تک اُن کے مقدر میں کوئی دنیاوی فتح بھی نہیں لکھی جائے گی۔

پس مسلمانوں کے دلوں پر جو ظلم پر ظلم کی آری چلائی جا رہی ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ گویا حق، اتحادیوں کے ساتھ تھا اور حق کو جھوٹ اور باطل پر فتح ہوئی ہے یہ ہرگز درست نہیں۔

اِس ضمن میں ایک اور بات آپ کے علم میں آنی چاہیئے کہ ایک امریکن جرنیل بار بار یہ کہتے رہے کہ ہم سارے سفید ٹوپیوں والے ہیں اور عراق اور عراق کے ساتھی سارے کالی ٹوپیوں والے۔ ایک جاہلانہ، مغربی ناولوں کا تصور ہے کہ جو اُن کے لڑاکا پستولوں کے ماہر جیسے ہوں وہ سفید ٹوپیاں پہنا کرتے ہیں اور جو بدمعاش ان کے مقابل پر ہوں جن پر وہ غالب آتے ہیں وہ کالی ٹوپیاں پہنتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سفید اور کالے کی جنگ نہیں تھی۔ اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ صدام حسین اتنا ظالم اور سفاک ہے کہ اُس نے کُردوں کو گیس کا عذاب دے کر مارا اور پھر کُردوں کے گاؤں کے گاؤں بمباری کے ذریعہ ملیامیٹ کر دیئے۔ اگر یہ بات درست ہے اور غالباً درست ہے تو یہ ایک ایسا بھیانک جرم ہے جس کے لئے جو ظلم کرنے والا ہے وہ خدا کے حضور جوابدہ ہوگا اور تاریخ کے سامنے بھی جوابدہ ہوگا۔ مگر یہ ساری تصویر نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ جرم صدام حسین کو کِن قوموں نے سکھایا تھا اور کیسے سکھایا تھا۔

سنہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے۔

کہ انگریزوں کی یہ پالیسی تھی کہ کُردوں کو عراقیوں کا غلام بنا دیا جائے۔ جب کُردوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو ۱۹۲۰ء میں سب سے پہلے برطانیہ کی حکومت نے نہتے اور کمزور کُردوں پر گیس کے بم برسائے اور نہایت دردناک طریق پر ہزاروں کا قتل عام کیا۔ اُس کے بعد مسلسل انگریزوں نے کُردوں کو عراق کا غلام بنانے کی خاطر سالہا سال تک اُن غریبوں کے دیہات پر بمباری کی۔ چنانچہ اِس بمباری کا ایسا اثر اس زمانے کے اُن لڑنے والوں پر بھی پڑا جن کے ذریعے بمباری کی جا رہی تھی کہ ایک برطانوی ایئر فورس کے بہت بڑے افسر نے اِس احتجاج کے طور پر استعفیٰ دے دیا (سنہ ۱۹۲۳ء کی بات ہے) کہ ظلم میں برداشت نہیں کر سکتا ایسا خوفناک ظلم توڑا جا رہا ہے کہ دل پر کہ میری حد سے برداشت سے باہر ہے۔

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ایران میں جنگی دور میں صدام نے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا اور کثرت کے ساتھ ایرانیوں کو گیس کا عذاب دے کر مارا اور ان کی شہری آبادیوں پر بمباری کی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں بھی گیس بنانے کے سامان خریدنے ان کو مہیا کئے اور دُور مار توپیں بھی مغرب نے مہیا کیں اور سب سے زیادہ مالی امداد کرنے والے سعودی عرب اور کویت تھے اور امریکہ مسلسل ان کی حمایت میں کھڑا رہا ہے۔

پس یہ درست ہے کہ صدام نے انسانیت کے خلاف جو جرائم کئے ہیں وہ ان کے لئے جوابدہ ہے مگر یہ درست نہیں کہ صرف صدام ہی نے یہ جرائم کئے ہیں۔ اور بھی بہت سے جرم کرنیوالے ہیں اور وہ اتحادی جو اس وقت پاکباز اور معصوم بنا کر پیش کئے جا رہے ہیں ان کے اندر اندر بڑے بڑے ظالم اور سفاک موجود ہیں جنہوں نے ہمیشہ جب اُن کو ضرورت پیش آئی جرم کی حمایت کی اور سفاکی کا دل بڑھایا۔ پس یہ جنگ سچ اور جھوٹ کی جنگ نہیں ہے۔

مسلمان نوجوان خصوصیت سے سخت دل شکستہ ہیں اور جو اطلاعیں مجھے دنیا سے مل رہی ہیں بعض نوجوان بچوں اور عورتوں، لڑکیوں وغیرہ کا یہ حال ہے کہ ان ظلموں کو دیکھ دیکھ کر جو عراق پر توڑے جا رہے ہیں رو رو کر انہوں نے اپنی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ خود انگلستان میں ہی بعض بچے اور بعض بچیاں مجھے ملنے آئے۔ درد کی شدت سے ان سے بات نہیں ہوتی تھی۔ بات کرتے کرتے ہچکیاں بندھ گئیں کہ ہمیں بتائیں یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں ہمارا خدا اُن کی مدد کو نہیں آرہا۔ اُن کو میں سمجھانا چاہتا ہوں اوّل تو یہ کہ جب خود خدا کے بندے توحید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں اور اسلام کے پاکیزہ اُصولوں کو اپنانے کی بجائے دشمنوں کے ناپاک اُصولوں کو اپنا لیں تو خدا نہ اِدھر رہتا ہے نہ اُدھر رہتا ہے اور یہ حق و باطل کی جنگ نہیں رہتی۔

دوسرے یہ کہ جہاں تک دنیاوی جنگوں کا تعلق بھی ہے اس شکست کے ساتھ وقت ٹھہر تو نہیں گیا۔ تاریخ تو جاری و ساری ہے۔ ابھی چند دن گزرے ہیں۔ تاریخ اپنے رُخ ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ وقت پلٹ جاتے ہیں اور آج کچھ ہے تو کل کچھ ہو جاتا ہے۔ بعض قوموں نے سینکڑوں سال تک جبر و استبداد کی حالت میں زندگی گزاری اور پھر خدا نے ان کو اپنے دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ پس خدا کے وقت کے مطابق سوچ پیدا کریں۔ اپنے وقت کے مطابق عجلت سے کام نہیں دنیا کی تاریخ ایک جاری و ساری سلسلہ ہے جو ہمیشہ ایک حال پر قائم نہیں رہا کرتا۔ آپ کے دل کی تسلی کے لئے میں آپ کو تاریخ میں کچھ پیچھے لے جاتا ہوں ۱۹۱۹ء میں جو کچھ یورپ میں ہو رہا تھا اس کی یاد آپ کو دلاتا ہوں۔ یہ وہ سال ہے جبکہ جیتی ہوئی اتحادی طاقتیں جرمنوں کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کے لئے ورسائے (VERSALLES) میں اکٹھی ہوئی تھیں۔ وہ سال انگلستان کے الیکشن کا سال بھی تھا۔ لائیڈ جارج وزیر اعظم نے یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے یہ بیان دیا کہ میں جرمن لیمو (LEMON) کو اس سختی سے نچوڑوں گا کہ اس کے بیجوں سے چرچرانے کی آوازیں آئے اور ہائے ہائے کی صدائیں اُٹھنے لگیں۔ اِس ارادے کے ساتھ یہ ورسائے کے لئے روانہ ہوئے۔ مبصر لکھتا ہے کہ ورسائے پہنچ کر جب انہوں نے فرانسیسی نمائندوں کے انتقامی ارادوں پر اطلاع پائی تو وہ سمجھے کہ میرے ارادے تو ان کے مقابل پر بخشش اور حلم کا نمونہ تھے۔ فرانسیسی نمائندوں میں ایسی خوفناک انتقامی کارروائیوں کے جذبات تھے کہ گویا ہر جرمن کو ملیامیٹ کرنے کا فیصلہ تھا۔ بہر حال آپس میں افہام و تفہیم کے ذریعے کچھ ایسے فیصلے کئے گئے جن کے نتیجے میں اس بات کو لازمی بنا دیا گیا کہ آئندہ کبھی جرمن قوم کسی اور قوم کے خلاف ہتھیار نہ اُٹھا سکے۔ وہی تصویر ہے جو آج عراق کی صورت میں ان کے ارادوں کی شکل میں آپ کو دکھائی دیتی ہے لیکن کچھ عرصے کے بعد اس بات کو مزید یقینی بنانے کے لئے ۱۹۲۸ء میں امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ اور فرانس کے وزیر اعظم نے مل کر سیکرٹری آف سٹیٹ کا نام (MR. FRANK KELLOGG تھا) انہوں نے یورپ میں پندرہ مغربی ممالک کی ایک کانفرنس بلائی جس کا عنوان یہ تھا کہ

جنگ کو OUT LAW کر دیا جائے۔

یعنی ایسا مفرور مجرم قرار دیدیا جائے جس کے قتل کا سب کو حق ہے۔ عملاً گویہ اعلان تھا کہ ہم اب جنگ کو ہمیشہ کے لئے دفنا دیں گے۔ پندرہ ملکوں کے نمائندے اکٹھے تھے جس ہال میں یہ تقریب منعقد ہوئی وہاں جب سب سے پہلے جرمن نمائندہ اپنا سنہری قلم لے کر دستخط

کرنے لگا تو سارا ہال تالیوں کی گونج سے لرزنے لگا۔ کسے خبر تھی کہ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد یعنی ۱۹۲۸ء کو گیارہ سال بمشکل گزرے ہوں گے کہ دینی مُردہ دوبارہ زندہ ہو جائے گا اور ایک ملک یا ایک برّاعظم کو تاخت و تاراج نہیں کرے گا، بلکہ اس کی ہیبت سے مشرق سے مغرب تک قوموں کے ایوان لرزنے لگیں گے اور بموں کے دھماکوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔ پس دیکھو آناً فاناً یعنی تاریخ کے نقطۂ نگاہ سے چند سال آناً فاناً کی بات ہوا کرتی ہے، آناً فاناً کیسے مناظر بدل گئے۔ خدا زندہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ انسانی نسلیں آتی ہیں اور گزر جایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ تم تاریخ کے ان اتفاقات پر بھروسہ رکھو میں یہ کہتا ہوں کہ تاریخ کے اس ادلنے بدلنے کے مضمون کو پیش نظر رکھو اور مایوس نہ ہو لیکن

بھروسہ خدا پر رکھو جو دائمی ہے

اور جس پر دنیا کی کوئی طاقت غالب نہیں آسکتی۔ وہ ہر دنیا کی اور ہر کائنات کی طاقت کو مغلوب کر سکتا ہے، اُس کے ہاتھ میں ان طاقتوں کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ پس اگر تم مظلوم اور مجبور ہو اور درد سے کراہ رہے ہو تو اس درد کو دعاؤں میں خدا کے حضور پیش کرو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری ہر شکست اس طریق پر فتح میں تبدیل ہو جائے گی۔

میں اتحادی قوموں کو بھی یہ مشورہ دیتا ہوں اور اتحادی ملکوں کے سربراہوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر آپ کو بنی نوع انسان کی بھلائی مقصود ہے۔ اگر واقعی آپ دائمی امن چاہتے ہیں تو آپ کی سیاست کے اصول تو بار بار پیٹے جا چکے ہیں اور پٹ چکے ہیں اور کبھی بھی دنیا میں امن قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے خدا کے لئے اب تو عبرت حاصل کرو اور اسلام کی سیاست کے ان اصولوں کو اپناؤ جو تقویٰ کے ساتھ وابستگی رکھتے ہیں۔ جن کی جڑیں تقویٰ میں ہیں۔ جو تقویٰ کے پانی سے پلتے ہیں اور تقویٰ کی طاقت سے نشوونما پاتے ہیں۔ اگر تم اسلام کے ان تینوں اصولوں کو اپناؤ جن کا میں ذکر کر چکا ہوں تو یہی ایک ذریعہ ہے کہ جس سے دنیا کو دائمی امن کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ اگر اب یہ نہ کرو گے تو جبر و استبداد کی طاقتیں خواہ مغربی ہوں یا مشرقی، ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے والا امریکہ ہو یا انڈونیشیا میں بربریت کی نئی حیرت انگیز مثالیں اور نہایت دردناک مثالیں قائم کرنے والا جاپان ہو، میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی نیتیں وہی رہیں جو ہمیشہ سے سیاستدانوں کی نیتیں چلی آئی ہیں اور اخلاق کی بجائے خود غرضی پر ان کی بنا ہوئی تو کبھی دنیا کو امن عطا نہیں کر سکتے۔ دنیا کی طاقتوں کو دوبارہ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنی نیتوں کے جنگلوں میں چھپے ہوئے بھیڑیوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو صدام کی ایلائیٹ فورسز کو تباہ کرنے سے دنیا میں امن کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ تمام عراق کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تب بھی دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی

انسان کو ہلاک کرنے کے لئے

اس کی نیتوں میں بھیڑیے چھپے ہوئے ہیں۔ جب تک نیتوں میں پوشیدہ بھیڑیوں کو انسان ہلاک نہیں کرتا اور عدل پر قائم ہونے کے عہد نہیں کرتا اُس وقت تک دنیا کو ہرگز امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

لیکن یہاں ایک بہت ہی اہم سوال اٹھتا ہے کہ جب تک قرآن کا پیش کردہ نظام عدل اسلامی دنیا خود قبول نہ کرے اور اپنے ملکوں میں اسلام کا نظام عدل جاری کر کے نہ دکھائے اور اپنے نظریات کو عادلانہ نہ بنائے، اُس وقت تک وہ دنیا کو کیسے اسلام کے عدل کی طرف بلا سکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے جب تک عالم اسلام خود عدل پر قائم نہیں ہوتا یعنی قرآن کے تصورِ عدل پر قائم نہیں ہوتا، نہ عالم اسلام دنیا کو عدل عطا کر سکتا ہے نہ دنیا سے عدل کی توقع رکھ سکتا ہے۔ اس ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں نہایت ہی خوفناک ایسی باتیں رائج ہیں جو اسلام کے ساتھ بے وفائی کا حکم رکھتی ہیں اور بجائے اس کے کہ اسلام کی عادلانہ تعلیم کو سمجھیں اور قبول کریں، اسلام کو دنیا کے سامنے ایک ایسے مذہب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جس کا عدل کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اس میں سب سے بڑا قصور ملّاں اور سیاستدان کا ہے اور دونوں کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں اسلام کے نظام عدل کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ تین ایسے نظریات اسلام کی طرف منسوب کر کے پیش کئے جا رہے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں بیرونی دنیا میں اسلام کی تصویر ظالمانہ طور پہ مسخ ہو کر پیش ہوتی ہے اور ہر اسلامی ملک سے بھی امن اٹھتا چلا جا رہا ہے۔

پہلا نظریہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ تلوار کا استعمال نظریات کی تشہیر میں نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے اور تلوار کے زور سے نظریات کو تبدیل کر دینے کا نام اسلامی جہاد ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ عیسائیوں یا یہود یا ہندوؤں یا بدھوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کے نظریے کو بزور تبدیل کریں لیکن خدا نے یہ حق سارے کا سارا مسلمانوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ کیسا غیر عادلانہ، کیسا جاہلانہ تصور ہے لیکن اسے اسلام کے نام پہ ساری دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔

پھر دوسرا جزو اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم، مسلمان ہو جائے تو کسی کا حق نہیں کہ اُسے موت کی سزا دے۔ تمام دنیا میں جہاں کوئی چاہے اپنے دین کو چھوڑ چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتا رہے، دنیا کے کسی مذہب کے ماننے والوں کو حق نہیں ہے کہ اُسے موت کی سزا دیں۔ لیکن اگر کوئی مسلمان دوسرا مذہب اختیار کرلے تو دنیا کے ہر مسلمان کا حق ہے کہ اس کی گردن اُڑا دے۔ یہ اسلام کا دوسرا منصفانہ اصول ہے جو اسلام کے علمبردار خدا اور قرآن کے نام پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں!

تیسرا اصول یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ شریعت اسلامیہ کو زبردستی ان شہریوں پر بھی نافذ کریں جو اسلام پر ایمان نہیں لاتے لیکن دوسرے مذاہب کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی اپنی شریعت مسلمانوں پر نافذ کریں۔ چنانچہ اس نظریۂ عدل کی رُو سے یہود کو بھی یہ حق نہیں کہ مسلمانوں سے تالمود میں بیان کردہ سلوک کریں اور ہنود کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ مسلمانوں سے منوسمرتی میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق سلوک کریں۔ پس یہ تیسرا تصورِ عدل ہے۔ یہ صرف تین مثالیں ہیں لیکن حقیقت میں آپ مزید جائزہ لیں تو بہت سے اور امور بھی ایسے ہیں جن میں آج کے مولوی کا پیش کردہ تصورِ اسلام قرآن کریم کے واضح اور بیّن اصولِ عدل سے متصادم ہے اور اسے ردّ کرنے کے مترادف ہے۔ آج دنیا میں اسلام کے خلاف سب سے زیادہ استعمال ہونے والا ہتھیار یہی وہ تین اصول ہیں جن کی فیکٹریاں مسلمان ملکوں میں لگائی گئی ہیں۔ یہود سب سے زیادہ کامیابی کے ساتھ ان تین اسلامی اصولوں کو یعنی نعوذ باللہ من ذالک ان اسلامی اصولوں کو جو مولویوں کے بنائے ہوئے انسانی اصولوں کو کہنا چاہئے، مغربی دنیا میں اور مشرقی دنیا میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے تمہیں کس طرح امن نصیب ہو سکتا ہے ان لوگوں سے ہمیں کس طرح امن نصیب ہو سکتا ہے جن کا انصاف کا تصور اور عدل کا تصور ہی پاگلوں والا تصور ہے جس کے اندر کوئی عقل کا شائبہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ مسلمانوں کیلئے اور حقوق غیروں کیلئے اور حقوق، سارے حقوق دنیا میں رائج کرنے کے مسلمانوں کو اور سب غیر ہر دوسرے حق سے محروم۔ اگر نعوذ باللہ من ذالک یہ قرآنی اصول ہے تو لازماً ساری دنیا اس اصول سے متنفر ہوگی اور مسلمانوں کو امن عالم کیلئے شدید خطرہ محسوس کرے گی۔ پس صرف یہی کافی نہیں کہ غیروں سے ان زیادتیوں کے شکوے کئے جائیں جو مسلمانوں پر کی جاتی ہیں۔ اپنے پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے اور دیکھنا چاہئے کہ یہ زیادتیاں کیوں ہو رہی ہیں اور دشمن کس طرح مسلمانوں کے خلاف خود مسلمانوں کے بنائے ہوئے ہتھیاروں کو استعمال کر رہا ہے۔ پس امر واقعہ یہی ہے کہ اسلامی ممالک میں اسلام کی طرف منسوب ہونے والے نہایت مہلک ہتھیاروں کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور مُلّاں ان کارخانوں کو چلا رہے ہیں اور بھاری تعداد میں دشمن ممالک میں یہ درآمد کو پہنچائے جاتے ہیں اور ان کی برآمد ہوتی ہے اور پھر یہی ہتھیار عالم اسلام کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا

ہوں کہ مسلمان سیاستدانوں کا بھی اس میں بہت بڑا قصور ہے۔ انہوں نے خود اسلام کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ملاّں کے سپرد کر بیٹھے اور یقین کر لیا کہ ملاّں اسلام کی جو بھی تصویر پیش کر رہا ہے وہی درست ہے لیکن ان کے ضمیر نے اور ان کی روشن خیالی نے اس تصویر کو رد کیا ہے لیکن یہ جرأت نہیں رکھتے کہ ان نظریات کو اسلامی سمجھتے ہوئے بھی ان کی مخالفت کر سکیں۔ پس اس نفسیاتی الجھن نے تمام اسلامی سیاست کو مریض بنا رکھا ہے دوغلا اور منافق بنا دیا ہے۔ اپنے عوام اُن ملاّؤں کے سپرد کر دیئے ہیں جو ازمنۂ وسطیٰ کی سوچ رکھتے ہیں اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے روشن زمانے سے روشنی حاصل نہیں کرتے

اس لئے جب انہوں نے اپنے عوام کو ہی ان کے ہاتھ میں دے دیا تو اُن کی طاقت سے ڈر کر وہ کھلم کھلا یہ کہنے کی جرأت نہیں رکھتے کہ یہ اصول غلط ہیں۔ بلکہ وہ خود بھی ان کو نعوذ باللہ اسلامی اصول سمجھ رہے ہیں۔ پس اب وقت ہے کہ حکومتیں ہوش کریں اور عالم اسلام جو دو نیم ہوا پڑا ہے، سیاست کی دنیا الگ ہے اور مذہبی سوچ کی دنیا الگ ہے اور ان دونوں کے درمیان تصادم ہے۔ یہ دوسرا خطرناک پہلو ہے جس کے نتیجے میں عالم اسلام کو خود اپنی طرف سے بھی خطرہ ہے اور اس خطرے کی بیخ کنی ضروری ہے بلکہ فوری ہے ورنہ ایک نئے جہان کا نظام نو بنانے میں مسلمان کوئی کردار ادا نہیں کر سکیں گے پس ضروری ہے کہ مسلمان حکومتیں واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کریں کہ

قرآن کے نظام عدل سے ٹکرانے والا کوئی نظریہ اسلامی نہیں کہلا سکتا

اس سے بڑی اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بار بار علماء کو چیلنج کریں کہ آؤ اور اس میدان میں ہم سے مقابلہ کرو۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا نظام عدل واضح اور بیّن اور غیر مبہم ہے اور عالمی ہے قومی نہیں ہے۔ اگر عالمی نہ ہو تو نظام عدل کہلا ہی نہیں سکتا۔ بین الاقوامی ہے۔ ABSOLUTE ہے۔ پہلے اس بات پر بحث کرو کہ یہ ہے کہ نہیں! اور اگر ہے تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم کے نظام عدل سے ٹکرانے والا ہر نظریہ غیر اسلامی ہے۔

دوسرے اس اعلان کی ضرورت ہے کہ ہر وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف غیر عادلانہ نظریہ منسوب کریگا وہ کلام الٰہی کی گستاخی کا مرتکب شمار ہوگا اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا جائے کہ ہر وہ شخص جو حدیث رسول کی طرف قرآن کریم کے خلاف نظریات منسوب کرنے کی کوشش کرے، وہ کلام رسول کی گستاخی کا مرتکب شمار کیا جائے گا یہ ایک ہی لائحہ عمل ہے جو عالم اسلامی کے اندرونی تضادات کو دور کر سکتا ہے۔ اگر آج کسی سیاستدان کے دماغ میں روشنی ہے اور وہ تقویٰ رکھتا ہے اور انصاف کا دامن پکڑے ہوئے ہے، اگر آج اس میں جرأت ہے کہ حق بات کر سکے اور حق طریق پر کر سکے، اگر آج وہ اپنی قوم اور عالم اسلام سے محبت رکھتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس میدان میں، اسلام کے حق میں جہاد کا آغاز کرے ورنہ یہ میدان نہ جیتا گیا تو کوئی اور میدان نہیں جیتا جائیگا۔

اگرچہ ایک گونہ منافقت کے ذریعے مسائل ٹل رہے ہیں لیکن بلا ہمیشہ کے لئے سر سے اتر نہیں گئی۔ عالم اسلام میں ہم یہ واقعہ بار بار ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ جب بھی عالم اسلام کو کہیں سے کوئی خطرہ درپیش ہو وہیں ملائیت کو فروغ ملنے لگتا ہے اور ملائیت دماغوں میں زیادہ سے زیادہ نفوذ کرنے لگتی ہے اور اس وقت ایک انتہا پسند انقلاب کے خطرات سر پر منڈلانے لگتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اگر حکمت کے ساتھ بروقت اس کا انسداد نہ کیا گیا، اور عوام کی سوچ میں اور سیاست کی سوچ میں مذہبی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے یکجہتی پیدا نہ کی گئی تو اسلامی ممالک ہمیشہ کمزور رہیں گے اور ہمیشہ اندرونی خطرات کی وجہ

سے یہ زلزلوں میں مبتلا رہیں گے اور کبھی ان کو استحکام نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دو ٹوک فیصلوں کی ضرورت ہے اور آج ان فیصلوں کی ضرورت ہے کیونکہ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اور ہم سے مزید رحم کا سلوک نہیں کریگا۔ رحم کا سلوک؟ کتنی دفعہ ہمیں سزا دے چکا ہے۔ کتنی دفعہ ہمیں دنیا میں ذلیل اور رسوا کر چکا ہے۔ اگر آج نہیں اُٹھو گے تو پھر کبھی نہیں اُٹھ سکو گے اس لئے اٹھو اور یہ فیصلہ کرو اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ فیصلے کرو کہ حق کے لئے حق نام کی تلوار اُٹھاؤ گے اور وہ نظریاتی جہاد شروع کرو گے جس کی قرآن کریم نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ تم پر اس جہاد کو واجب کر رہا ہے۔

یہی وہ خطرات ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے، جن کی وجہ سے کسی اسلامی ملک میں حقیقی جمہوریت آ ہی نہیں سکتی۔ اگر جمہور کی بات کریں تو جمہور کی تعلیم و تربیت کا کوئی مؤثر انتظام نہیں ہے۔ نہ سیاسی سوچ میں ان کو شامل کیا جاتا ہے نہ مذہبی سوچ میں ان کو شامل کیا جاتا ہے بلکہ حکمران طبقہ اُن کے نام پر ووٹ لے کر، اُبھر کر ایک نیا تشخص حاصل کر لیتا ہے۔ پس ایسے ملک جہاں حکمران طبقے اور عوام الناس میں، سوچ اور مذہبی خیالات کی ہم آہنگی نہ ہو وہاں اگر جمہوریت آ بھی جائے تو آمر پیدا کر سکتی ہے جمہوری حکمران پیدا نہیں کر سکتی اور دنیا میں بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ

جمہوری عمل کے ذریعے آمر پیدا ہوتے ہیں

اور اس سے زیادہ خطرہ یہ ہے کہ چونکہ مسلمان حکمرانوں کو ہمیشہ یہ خطرہ دامنگیر رہتا ہے کہ ملاّئیت ہمارے عوام کو کہیں اس حد تک اسلام کے نام سے ہمارے خلاف نہ کر دے کہ ہمارے خلاف کسی قسم کا انقلاب برپا ہو جائے۔ اس خطرے کے پیش نظر وہ ضرور آمر بننا شروع ہو جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ جبر کو اختیار کرنے لگتے ہیں اور چونکہ جن پر ظلم کیا جاتا ہے وہ عوام کی نظر میں اسلام کے سچے ہمدرد ہوتے ہیں اس لئے دن بدن علماء کے حق میں اور سیاستدانوں کے خلاف نفرت کے جذبات بڑھتے چلے جاتے ہیں

پس یہ ایک مسئلہ نہیں۔ اس مسئلے کی کئی شاخیں ہیں اور ان سب مسائل کا ایک ہی علاج ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ قرآن کے عدل کے نظام کو اس طرح مضبوطی سے پکڑ لیں جیسے "عُروہ وثقیٰ" پر ہاتھ ڈالا دیا جاتا ہے جس کے لئے پھر ٹوٹنا مقدر نہ ہو۔ یہی وہ خدائی رسی ہے، عدل کی رسی، جسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے اقوام عالم میں امن پیدا کرنے کے لئے لٹکایا تھا۔ اس رسی کا دامن چھوڑ کر آپ کو دنیا میں کہیں امن نصیب نہیں ہو سکتا پس مضبوطی سے اس کڑے پر ہاتھ ڈالیں اور تمام دنیا کو بھی جو امن کی متلاشی ہے اسی کڑے پر ہاتھ ڈالنے کے لئے دعوتیں دیں۔

پھر ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ جہاد کے دعاوی بھی کئے جاتے ہیں اور اعلانات بھی کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ملاں کے ان تین اصولوں کو تسلیم بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ سیاستدان کا دوسرا جرم ہے۔ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اسلام کا نظام عدل اس قسم کی لڑائیوں کی تلقین نہیں کرتا جس قسم کی لڑائیوں کو ملاں جہاد قرار دیتا ہے۔ جب بھی کوئی ملکی خطرہ درپیش ہو اور سیاسی جنگ سامنے ہو تو خود ملاں سے کہہ کر اور اُس کے ہم آواز ہو کر عوام کو جہاد کے نام پر بلانے لگتے ہیں جس کے نتیجے میں دنیا ان قوموں سے مزید متنفر ہوتی ہے اور دل میں یقین کر لیتی ہے کہ ان کے سیاستدان ظاہری طور پر تو یہی کہتے ہیں کہ اسلام کے جہاد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تلوار کے زور سے نظریات کو پھیلاؤ یا ہر لڑائی میں خدا کا نام استعمال کرو مگر جب ضرورت پڑتی ہے تو ہمیشہ اسی تصور کا سہارا لیتے ہیں۔ بار بار ہر جگہ ایسے ہوتا ہے اور ہوتا چلا آیا ہے۔ میں نے جہاں تک اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے مقدس دور کے بعد اگر مسلمان ملکوں کی لڑائیوں پر نظر ڈالیں تو آپ حیران ہوں گے کہ تمام لڑائیاں جہاد مقدس تھیں ایک بھی لڑائی مسلمانوں نے نہیں لڑی خواہ وہ غیروں کے ساتھ لڑی جا رہی ہو یا اپنوں کے ساتھ لڑی ہو۔ خواہ وہ سنی سنی کے درمیان ہو یا شیعہ شیعہ کے درمیان ہو یا شیعہ سنی کے درمیان ہو، جو اس وقت کے علماء اور

وقت کے سیاستدانوں کے نظریوں کے مطابق جہاد مقدس نہ ہو۔ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کو جہاد کے سوا کوئی لڑائی پیش نہیں آتی۔ ساری دنیا کی قومیں سیاسی لڑائیاں لڑتی ہیں۔ ان کو ہر قسم کی لڑائیوں کے سامنے کرنے پڑتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے صرف جہاد ہی رہ گیا ہے اور اس جہاد کی تاریخ میں بھاری حصہ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے کا ہے اور ایک دوسرے کو جہاد کے نام پر قتل و غارت کیا گیا ہے پس یہ تمسخر تو المیئے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ایک درد ناک المیئے کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اب اس المیئے کو ختم ہونا چاہیئے۔ دنیا کی نظر سے دیکھیں تو اس زمانے کا سب سے بڑا تمسخر یہ نظریہ ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں جسے اسلام کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے اور اگر مسلمان کے دل کی نظر سے دیکھیں تو ایک انتہائی درد ناک اور ہولناک المیہ ہے جو ۱۴۰۰ سال سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ اس لئے اگر اپنی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں تو اپنے خیالات اور اپنے رجحانات اور اپنے اعمال میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ جب تک مسلمانوں کی سوچ میں انقلاب برپا نہیں ہوتا اس وقت تک وہ دنیا میں کوئی انقلاب برپا کرنے کے اہل نہیں ہو سکتے۔ اور پھر ظلم پر ظلم یہ کہ اس جہاد کے نظریے پر یقین رکھتے ہوئے جہاد کی تیاری کوئی نہیں قرآن کریم نے تو یہ تعلیم دی تھی۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ (سورۃ الانفال: آیت ۶۱)

کہ اے مسلمانو! اپنی خود حفاظتی کے لئے تیار رہو اور خوب تیاری کرو۔ ہر ایسے دشمن کے خلاف جو تم پر کسی وقت بھی حملہ آور ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کے میدان میں اپنے سواروں کے ذریعے اور پیدلوں کے ذریعے اُن سے مقابلے کے لئے ایسے تیار رہو کہ اُن پر دور دور تک تمہارا رعب پڑ جائے اور کسی کو جرأت نہ ہو کہ ایسی تیار قوم پر حملے کا تصور کر سکے۔ وہ صرف تمہارے ہی دشمن نہیں بلکہ پہلے اللہ کے دشمن ہیں۔ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ۔ پس تم تو اپنے دشمنوں سے غافل رہ سکتے ہو لیکن خدا اپنے دشمنوں سے غافل نہیں رہا کرتا لَا تَعْلَمُوْنَھُمْ اَللّٰہُ یَعْلَمُھُمْ۔ ایسے حال میں بھی کہ جب تم اُن سے بے خبر ہو گے خدا ان کو جانتا ہوگا۔ پس اگر تم تیاری کا حکم تسلیم کر لو اور دل و جان سے اس پر عمل کرو تو خدا تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ تمہاری غفلت کی حالت میں بھی پردہ پوشی سے کام لے گا۔ اور تمہیں دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔

یہ ہیں اسلامی جہاد کو تسلیم کرنے کے بعد اس پر عمل کا فیصلہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی ذمہ داریاں جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔ ان پر کہاں عمل ہو رہا ہے۔ حالت یہ ہے کہ جتنے مسلمان ممالک ہیں یہ اسلحہ سازی میں ہر اس ملک کے محتاج ہیں جن کے خلاف مسلمان جہاد کا اعلان کرتے ہیں۔ جن مغربی یا مشرقی قوموں کو مشرک اور خدا سے دور اور خدا کے دشمن اور بت پرست اور ظالم اور سفاک بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ مسئلہ سنایا جاتا ہے کہ ان سے لڑنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ راکٹ مانگنے کے لئے بھی انہی کی طرف ہاتھ بڑھائے جاتے ہیں اور سمندری اور ہوائی جنگی جہاز مانگنے کے لئے بھی ان کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ توپیں بھی ان سے مانگی جاتی ہیں۔ ہر قسم کے راکٹ اور دوسرا اسلحہ بھی اُن سے مانگا جاتا ہے۔ سادگی کی حد ہے۔ کہتے ہیں ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لیکن یہ سادگی پھر بھی قرین قیاس ہے۔ سمجھ میں آ جاتی ہے۔ کھوکھلا پن ہے مگر تمہاری سادگی جہالت کی انتہا ہے کہ جن کو دشمن قرار دیتے ہو جن کو للکارتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارے مذہب کی تلقین ہے کہ ہم تمہارے خون کا آخری قطرہ چوس لیں، اُن سے مخاطب ہو کے کہتے ہو کہ ہم نہتے ہیں تم ہمیں ہتھیار تو دو کہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔

اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ پس اب ایک قوم کی قوم نے اپنے مفادات کی خودکشی کا فیصلہ کر لیا ہو تو کون ہے جو اُن کی مدد کو آئے گا۔ اور کیسے کوئی ان کی مدد کر سکے گا۔ ایسی قوموں کی تو پھر خدا بھی مدد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(سورۃ الرعد: آیت ۱۲) ہرگز خدا تعالیٰ کسی قوم کی امداد کا فیصلہ نہیں کرتا، کسی قوم کی امداد کو نہیں آتا، اُس کے اندر تبدیلیاں پیدا نہیں کرتا حتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اس کے دونوں معنے ہیں یعنی یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو تبدیل کر لیں۔ ایک اور آیت میں اس کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ وہ قومیں جو اپنی نعمتوں کو خود اپنے ہاتھ سے ضائع نہ کریں، ضائع کرنے کا فیصلہ نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کی نعمتوں کو تبدیل نہیں کیا کرتا۔ اس آیت کو کھلا چھوڑا گیا ہے جس کا مطلب ہے دونوں معانی ہو سکتے ہیں کہ وہ قومیں جو اپنی نعمتوں کو تبدیل کرنے میں جو خدا نے اُن کو عطا کی تھیں پہل نہ کریں اللہ تعالیٰ بھی ان کی نعمتوں کی حفاظت فرمائے گا اور دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومیں جو خود اپنی تقدیر بنانے میں کوشش نہ کریں اور اپنے حالات کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کریں اللہ تعالیٰ کبھی ان کو تبدیل نہیں کرے گا۔

پس میں

عالم اسلام کو میرا مشورہ یہی ہے

کہ پہلے اسلام کی طرف لوٹو اور اسلام کے دائمی اور عالمی اصولوں کی طرف لوٹو، پھر تم دیکھو گے کہ خدا کی برکتیں کس طرح تم پر ہر طرف سے نازل ہوتی ہیں۔

دوسرا اہم مشورہ یہ ہے کہ علوم و فنون کی طرف توجہ کرو۔ نعرہ بازیوں میں کتنی صدیاں تم نے گزار دیں۔ تم نعرے لگا کر اور شعر و شاعری کی دنیا میں ممولوں کو شہبازوں سے لڑاتے رہے اور ہمیشہ شہباز تم پر جھپٹتے رہے اور کچھ بھی اپنا نہ بنا سکے۔ دوسری قومیں علوم و فنون میں ترقی کرتی رہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تم پر ہر پہلو سے فتحیاب ہوتی رہیں اور تم پر ہر پہلو سے فضیلت لے جاتی رہیں، اب اُن سے مقابلے کی سوچ رہے ہو اور وہ آزمودہ ہتھیار جو اُن کے ہاتھ میں تمہارے خلاف کارگر ہیں ان کو اپنانے کی کوئی کوشش نہیں۔ پس بہت ہی بڑی اہمیت کی بات یہ ہے کہ علوم و فنون کی طرف توجہ دو اور مسلمان طالب علموں کے جذبات سے کھیل کر ان کو گلیوں میں لڑا کر گالیاں دلوا کر اُن کی اخلاقی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی علمی تباہی کے سامان نہ کرو اور پھر پولیس کے ذریعہ انہیں ڈنڈے پڑوا کر یا گولیاں چلا کر اُن کی جسمانی تباہی کے سامان نہ کرو اور اُن کی عزتوں کی تباہی کے سامان نہ کرو۔ اب تک تو تم یہی کھیل کھیل رہے ہو۔ مسلمان نسلوں کو جوش دلاتے ہو اور پھر وہ بیچارے گلیوں میں نکلتے ہیں اسلام کی محبت کے نام پر، پھر ان کو رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ ان پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں۔ اُن پر گولیاں برسائی جاتی ہیں اور اُن کو کچھ پتہ نہیں کہ ہم سے یہ کیوں ہو رہا ہے اس لئے جذبات سے کھیلنے کی بجائے اُن کو حوصلہ دو اُن کو سلیقہ دو۔ اُن کو تحمل کی تعلیم دو، اُن کو بتاؤ کہ اگر دنیا کی قوموں میں اپنا کوئی مقام بنانا چاہتے ہو تو علم و فنون کی دنیا میں مقام بناؤ اور اس کے بغیر تمہیں دنیا میں تمہارا واجب قابل عزت مقام عطا نہیں ہو سکتا۔

آگے مسلسل صفحہ ۹ پر

اقتصادی استحکام کا یہ حال ہے کہ سوائے چند تیل کے ملکوں کے جن کو تیل کی غیر معمولی دولت حاصل ہے تمام مسلمان ممالک اور تمام تیسری دنیا کے ممالک ان امیر ملکوں کے سامنے دستِ طلب دراز کئے بیٹھے ہیں جن کی زیادتیوں کے شکوے کئے جاتے ہیں۔ جن کی غلامی کے خلاف اپنے عوام کو نفرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے ہمیں غلام بنا لیا اور ایسی قومیں ہیں کہ ان سے ہمیں بالآخر انتقام لینا ہے۔ پس وہاں بھی تضادات پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ انگریز کا نام خود سعودی عرب میں لو یا کویت میں لو تو جو انگریز کی حمایت میں بولے گا وہ واجب القتل سمجھا جائے گا۔ امریکہ کا نام لینا گالی ہے۔ لیکن ساری کی ساری قوم امریکنوں اور انگریزوں کے ہاتھ پر یکجا ہو گئی ہے۔ اور ان کی بیعت کر چکی ہے اور کسی کو کوئی ہوش نہیں۔ پس جو غریب ممالک ہیں وہ بھکاری بنا دیئے گئے ہیں۔ جو امیر ممالک ہیں وہ اپنی بقا کے لئے اپنے مخالفوں پر انحصار پر مجبور ہو چکے ہیں۔ پس کیسی مفلسی کا عالم ہے۔ کہ امیر ہو یا غریب ہو وہ بھکاری کے طور پر اس دنیا میں زندہ رہ سکتا ہے۔ اور عزت اور آزادی کے ساتھ سانس نہیں لے سکتا۔ پس سب سے بڑا خطرہ عالم اسلام کو اور تیسری دنیا کو اُن کی نفسیاتی ذلتوں سے ہے وہ کیوں نہیں سمجھتے۔ بھکاری کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔

اگر تم نے اپنے لئے بھکاری کی زندگی قبول کر لی تو ہمیشہ ذلیل و رسوا رہو گے۔

غیر قوموں کے متعلق تو یہ کہہ سکتے ہو کہ اُن کو اس کے خلاف کوئی تعلیم نہیں دی گئی۔ پر تم قیامت کے دن خدا اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کیا جواب دو گے۔ کیا قرآن کی یہ آیت تمہارے خلاف گواہی نہیں دے گی کہ — كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورۃ آل عمران: ۱۱۱) اے محمد مصطفی ؐ کے غلامو! تم دنیا کی بہترین اُمت تھے جو دنیا پر احسان کرنے کے لئے نکالی گئی تھی۔ اور کیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی یہ نصیحت تمہارے خلاف گواہ بن کر نہیں کھڑی ہو گی کہ — اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى — کہ اُوپر کا ہاتھ عطا کرنے والا ہاتھ ہمیشہ نیچے کے یعنی بھیک مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے پس اپنی خوبیاں تو تم نے خود غیروں کے سپرد کر دیں۔ منگتے بھکاری بن گئے اور فخر سے اپنی قوم کے سامنے تمہارے سیاستدان یہ اعلان کرتے ہیں کہ امریکہ نے اتنی بھیک منظور کر لی ہے اور امریکہ نے جو بھیک نہیں دی تھی وہ سعودی عرب نے منظور کر لی ہے۔ اگر تمہاری رگوں میں بھیک کا خون دوڑ رہا ہے تو کس طرح قوموں کے سامنے سر اُٹھا کر چلو گے۔ شعروں کی دنیا میں بسنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اقبال کی پرستش کی جاتی ہے جو یہ کہتا ہے ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی ☆ جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر مغنیاں لہک لہک کر یہ کلام دنیا کو سناتی ہیں اور مسلمان سر دھنتا ہے کہ ہاں اس رزق سے موت اچھی لیکن ہر موت سے ان کے لئے وہ رزق اچھا ہے جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔ کوئی قربانی کی موت اپنے لئے قبول نہیں کر سکتے۔ پرواز میں کوتاہی کی باتیں تو دور کی باتیں رہ گئی ہیں اب تو ہر تہہ دام دانے پر لپکنے کا نام پرواز کی بلندی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سیاستدان سے بڑھ کر اور کون اچھا سیاستدان ہو گا جو کشکول ہاتھ میں لے کر امریکہ کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا اور چین کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا اور روس کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا۔ یہ اعلیٰ سیاست کی کسوٹی ہے۔ اعلیٰ سیاست کو پرکھنے کے معیار ہیں۔ یہ دینی سیاست تو نہیں۔ یہ اسلامی سیاست تو نہیں۔ یہ انسانی سیاست بھی نہیں۔

یہ بے غیرتی کی سیاست ہے

اور واقعۃً اقبال نے سچ کہا ہے کہ اس رزق سے موت اچھی ہے۔ جس رزق سے تمہارے ہاتھ اور پاؤں باندھے جاتے ہوں۔ تم خود بھی ذلیل اور رسوا ہوئے اور جن قوموں نے تمہیں اپنا سردار چنا اُن سب قوموں سے تم نے بے وفائی کی۔ اپنے عوام سے بے وفائی کی۔ اُن کو بڑی طاقتوں کا غلام بنا لینے کے تم ذمہ دار ہو۔ اے مسلمان سیاستدانوں اور مذہبی لیڈرو! ہوش کرو اور توبہ کرو ورنہ کل تاریخ کی عدالتوں میں تم مجرم کے کٹہروں میں پیش کئے جاؤ گے۔ لیکن اس سے بہت بڑھ کر خدا اور محمد مصطفی ؐ کی عدالت میں قیامت کے دن تم مجرموں کے کٹہروں میں کھڑے کئے جاؤ گے۔

اس کا بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ جن قوموں کو مانگنے کی عادت پڑ جائے وہ اقتصادی لحاظ سے اپنی حالت بہتر بنا ہی نہیں سکتیں جو ایک فرد کی نفسیات ہوتی ہے۔ وہی قوموں کی نفسیات بھی ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنے گرد و پیش خود دیکھ لیں کہ جن لوگوں کو مانگنے کی عادت ہو اور تن آسانی اور تنعم کی عادت ہو وہ ہمیشہ مانگتے ہی دکھائی دیں گے۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مانگنے والوں کو قیامت کے دن اس حال میں دیکھا کہ چمڑیاں ہڈیوں سے چپکی ہوئی تھیں اور وہ گوشت نہیں تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مانگ کر تم اپنے گھر بھر نہیں سکتے۔ منگتا خالی ہاتھ ہی رہتا ہے اور اُسے اپنی اقتصادیات کو بنانے کا عزم ہی عطا نہیں ہوتا۔ وہ ہمت ہی عطا نہیں ہوتی۔ پس جب تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا قومیں فیصلہ نہیں کرتیں اقتصادی لحاظ سے وہ نہ ترقی کر سکتی ہیں نہ کسی قسم کا استحکام اُن کو نصیب ہو سکتا ہے۔ پس صرف مسلمانوں کے لئے نہیں مشرقی دنیا کے اور افریقہ کے اور دیگر ساؤتھ امریکہ کے ممالک سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اب جو کچھ آپ دیکھ چکے ہیں اُس کے نتیجے میں خدا کے لئے ہوش کریں اور اپنی تقدیر بدلنے کا خود فیصلہ کریں۔ بہت لمبا زمانہ ذلتوں اور رسوائیوں کا ہو گیا ہے۔ خدا کے لئے اس بھیانک خواب سے باہر آئیں جو آپ کے دشمنوں اور بڑی طاقتوں کے لئے تو نظامِ نو کا ایک عجیب تصور ہے مگر تیسری دنیا کے غریب ممالک کے لئے اس سے زیادہ بھیانک خواب ہو نہیں سکتی۔ پھر اگر آپ نے نظامِ نو بنانا ہے، اگر جہانِ نو تعمیر کرنا ہے تو اپنی خوابیں خود بنانی شروع کریں اور خود ان کی تعبیریں کریں اور خود ان تعبیروں کو عمل کی دنیا میں ڈھالنے کے سلیقے سیکھیں۔ کوئی قوم دنیا میں اقتصادی ترقی کے بغیر آزاد نہیں ہو سکتی اور اقتصادی ترقی کا پہلا قدم خودی کی حفاظت میں ہے اور عزتِ نفس کی حفاظت میں ہے اور یہ ہرگز ممکن نہیں جب تک تیسری دنیا کے ممالک میں سادہ زندگی کی تلقین نہ کی جائے اور سادہ زندگی کی رَو نہ چلائی جائے۔ مشکل یہ ہے کہ وہاں اُونچے اور نیچے طبقے کے درمیان تفریق بڑھتی چلی جا رہی ہے جب کہ جن ملکوں کو آپ سرمایہ دار ممالک کہتے ہیں اُن میں وہ تفریق کم ہوتی جا رہی ہے اور طرز زندگی ایک دوسرے کے قریب آ رہا ہے لیکن آپ ایشیا کے غریب ممالک دیکھئے یا افریقہ کے غریب ممالک دیکھئے یا ساؤتھ امریکہ کے غریب ممالک دیکھئے وہاں دن بدن نیچے کے طبقے کے اوپر کے طبقے کے بود و باش کی طرز میں فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں اور خلیج زیادہ سے زیادہ بڑی ہو کر حائل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ یہ طبقاتی تقسیم سب سے پہلے نصیحت اور تلقین کے ذریعے دور کی جائے اور پھر قوانین کے ذریعے ان فاصلوں کو کم کرنے کی کوشش کی جائے اور یہ تحریک اگر اوپر سے شروع ہو گی تو کامیاب ہو گی ورنہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اربابِ حل و عقد یعنی جن کے ہاتھ میں اقتدار کی باگیں ہیں اُن کو چاہیئے کہ وہ اوپر سے سادہ زندگی اختیار کرنے کی تحریک چلائیں اور سادہ زندگی اختیار کر کے عوام کو دکھائیں۔ پس اقتصادی استحکام اور ترقی کے سلسلے میں یہ دوسرا اہم اصول پیش نظر رہنا چاہیئے کہ غریب ملکوں میں ایک پالیسی نہیں چلائی جا سکتی کہ معیارِ زندگی کو بڑھایا جائے بلکہ دو پالیسیاں چلانی پڑیں گی۔ غرباء کے معیارِ زندگی کو بڑھایا جائے اور زیادہ سے زیادہ دولت کا رُخ اس طرف موڑا جائے اور امراء کے معیارِ زندگی کو کم کیا جائے۔ یاد رکھیں یہ نکتہ ایک بہت ہی گہرا نکتہ ہے کہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم

سے ہرگز اتنے نقصان نہیں پہنچتے جتنے دولت کے غیر منصفانہ خرچ سے پہنچتے ہیں وہ امیر لوگ جو اپنے روپے کو فیکٹریاں بنانے اور اقتصادی ترقی کے لئے ہمیشہ جوتے رکھتے ہیں اور خود سادہ زندگی اختیار کرتے ہیں اُن کے خلاف نفرت کی تحریکیں نہیں چل سکتیں کیونکہ وہ عملاً ملک کی خدمت کر رہے ہیں لیکن وہ لوگ جو تھوڑا کما کر بھی زیادہ خرچ کرنے کے عادی ہو جائیں ان کا سارا اخلاقی نظام ہی تباہ ہو جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دلوں میں وہ آگ بھڑکانے کا موجب بنتے ہیں۔ پس کارخانہ دار تو کم ہیں اور بڑے امیر تاجر بھی کم ہیں لیکن بھاری اکثریت ایسے تنعم پسند ملکوں کی اُن افسروں پر مشتمل ہوتی ہے جو رشوت لیتے ہیں اور رشوت کو عام کرتے ہیں اور اُن سیاستدانوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی سیاست بھی اس طرح کھائی جاتی ہے جس طرح کسی چیز کو کیڑا کھا جاتا ہے۔ اُن کی سیاست بھی پیسہ کمانے کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے۔ اُن کی سیاست بھی دھڑے بندیوں کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے۔ اُن کی سیاست بھی غریبوں پر رعب جمانے کے لئے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے استعمال ہونے لگتی ہے گویا کہ سیاست کا رُخ تمام تر اُن اُمور کی طرف پھر جاتا ہے جن کے لئے سیاست بنائی نہیں گئی تھی۔ نتیجۃً ملک کے اہم اُمور سے وہ غافل ہو جاتے ہیں۔ اُن کے لئے سوچ کا وقت ہی نہیں رہتا۔ اُن کی سوچوں کی راہیں تمام تر مسلسل ایک ہی طرف بہتی رہتی ہیں کہ کس طرح اپنا نفوذ قائم کریں۔ کس طرح اپنے دشمنوں سے بدلے لیں۔ کس طرح زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کریں۔ یہ سیاست کی زندگی چند دن کی تو ہے۔ کل پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔ پھر جو کچھ کمانا ہے آج کما لو۔ خواہ عزتیں بیچ دو، خواہ ووٹ بیچو، خواہ ووٹ خریدو۔ ہر چیز جب سیاست میں جائز قرار دے دی جائے تو جو سیاستدان پیدا ہوں گے وہ قوم کے مفاد کی حفاظت کیسے کر سکتے ہیں اور اس سارے رجحان میں سب سے زیادہ ظالمانہ کردار مصنوعی معیار زندگی عطا کرتا ہے۔ جن قوموں میں اپنی اقتصادی توفیق سے بڑھ کر عیاشی کے رجحان پیدا ہو جائیں۔

وہ قومیں بھکاری بھی بن جاتی ہیں

اُن کی سیاست بھی داغدار ہو جاتی ہے، اُن کی اقتصادیات بھی پارہ پارہ ہو جاتی ہے ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ پس یہ نصیحتیں کن پر عمل کریں گی۔ کون سے کان ہوں گے جو اِن نصیحتوں کو سُنیں گے کون سے دِل ہوں گے جو اِن نصیحتوں کو سُن کر ہیجان پذیر ہوں گے اور اُن میں حرکت پیدا ہو گی۔ اگر تمام تر سیاست اور اخلاق اور اقتصادیات کی بنیاد ہی متزلزل ہو۔ اگر نظریات بگڑے ہوئے ہوں اگر نیتیں گندی ہو چکی ہوں تو دنیا میں کوئی صحیح نصیحت کسی پر نیک عمل نہیں دکھا سکتی۔ اس لئے جس طرح مَیں نے غیر قوموں کو نصیحت کی ہے کہ خدا کے لئے اپنی نیتوں کی حفاظت کرو۔ تمہاری نیتوں میں شیطان اور بھیڑیئے شامل ہیں۔ اور دُنیا کی ہلاکت کا فیصلہ تمہاری نیتیں کرتی ہیں۔ تمہاری سیاسی چالاکیاں تمہاری نیتوں پر غالب نہیں آسکتیں بلکہ اُن کی مُمد ہو جایا کرتی ہیں اسی طرح مَیں مسلمان ملکوں اور تیسری دُنیا کے ملکوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنی نیتوں کو ٹٹولو۔ اگر تم اس لئے بچپن سے انجنیئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہے ہو کہ رشوت لینے کے بڑے مواقع ہاتھ آئیں گے اور بڑی بڑی کوٹھیاں بناؤ گے اور ویسے محل تعمیر کرو گے جیسے ہمسائے یا کسی اور کے محل تم نے دیکھے تھے تو اس نیت کے ساتھ تم دُنیا میں کچھ بھی تعمیر نہیں کر سکتے۔ اگر اس لئے ڈاکٹر بننا چاہتے ہو کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ اکٹھا کر کے اپنے لئے سونے کے انبار بناؤ گے اور بڑے بڑے عظیم الشان ہسپتال تعمیر کرو گے اور زیادہ سے زیادہ روپیہ کھینچتے چلے جاؤ گے اور اپنی اولاد کے لئے دولتوں کے خزانے پیچھے چھوڑ جاؤ گے تو پھر تم خود بیمار ہو۔ PHYSICIAN HEAL THYSELF۔ ایسے ڈاکٹر بننے سے بہتر ہے کہ تم خود مر جاؤ کیونکہ

جو قوم کی فلاح اور بہبود کے لئے علم طِب نہیں سیکھتا اُس کے علم طِب میں کوئی برکت نہیں ہوتی

پس اگر سیاستدان بننے کے وقت تم نے یہ خوابیں دیکھیں یا اُس سے پہلے یہ خوابیں دیکھی تھیں کہ جس طرح فلاں سیاستدان نے اقتدار حاصل کیا، اس سے پہلے دو کوڑی کا چپڑاسی یا تھانیدار تھا یا کچھ اور محکمے کا افسر تھا، استعفے دیئے اور سیاست میں آیا اور پھر اس طرح کروڑپتی بن گیا اور اتنی عظمت اور جبروت حاصل کی۔ آؤ ہم بھی اُس کے نمونے پر چلیں۔ آؤ ہم بھی سیاست کے ذریعے وہ سب کچھ حاصل کریں تو پھر تم نے سیاست کی ہلاکت کا اسی دن فیصلہ کر لیا اور تم اگر کسی قوم کے راہنما ہوئے تو تم پر یہ مثال صادق آئے گی کہ ؎

وَإِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيلَ قَوْمٍ
سَيَهْدِيهِمْ طَرِيقَ الْهَالِكِيْنَ

کہ دیکھو جب کبھی کوّے قوم کی سرداری کیا کرتے ہیں تو اُن کو ہلاکت کے رستوں کی طرف لیجاتے ہیں۔ پس نیتوں کی اصلاح کرو اور یہ فیصلے کرو کہ جو کچھ گزر چکا گزر چکا، آئندہ سے تم قوم کی سرداری کے حقوق ادا کرو گے، سرداری کے حقوق اس طرح ادا کرو جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تمام عالم کی سرداری کے حق ادا کئے تھے۔ وہی ایک رستہ ہے سرداری کے حق ادا کرنے کا، اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں۔ حضرت عمرؓ جب بستر علالت پر آخری گھڑیوں تک پہنچے اور قریب تھا کہ دَم توڑ دیں تو بڑی بے چینی اور بے قراری سے یہ دُعا کر رہے تھے کہ اے خدا! اگر میری کچھ نیکیاں ہیں تو بے شک اُن کو چھوڑ دے مَیں اُن کے بدلے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر میری غلطیوں پر پُرسش نہ فرمانا۔ مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ مَیں اپنی غلطیوں کا حساب دے سکوں۔ یہ وہ روح ہے جو اسلامی سیاست کی روح ہے۔ اس روح کی آج مسلمانوں کو بھی ضرورت ہے اور غیر مسلموں کو بھی ضرورت ہے۔ آج کے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ سیاست کی اس روح کو زندہ کر دو۔ مرتی ہوئی انسانیت زندہ ہو جائے۔ یہ روح زندہ رہی تو جنگوں پر موت آجائے گی لیکن اگر یہ روح مرنے دی گئی تو پھر جنگیں زندہ ہو گئیں تو پھر دُنیا کی کوئی طاقت جنگوں کو موت کے گھاٹ اُتار نہیں سکتی۔

میری کوشش تو یہی تھی کہ تمام مضمون آج ہی ختم کر دوں لیکن چونکہ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے اور ابھی بہت سے ایسے مشورے باقی ہیں جن کو مختصر بھی بیان کیا جائے تو وقت لیں گے اس لئے مَیں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں مَیں خدا تعالیٰ سے بھاری اُمید رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ ختم ہو گا۔ اور پھر ہم واپس جہادِ اکبر کی طرف لوٹیں گے یعنی ذکر الٰہی کے متعلق باتیں کریں گے۔ دین کے اعلیٰ مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور دین کی معرفت کی گہرائیوں تک غوطہ زنی کی کوشش کریں گے تاکہ رمضان میں خوب دِل اور نفوس کو پاک کر کے اخلاص کے ساتھ داخل ہوں اور زیادہ سے زیادہ رمضان کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر سکیں۔

درخواست دُعا

مکرم عبدالعزیز صاحب اُستاد تیماپور ۲۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے نیز گذشتہ دنوں گرنے کی وجہ سے ہاتھ کی ہڈی میں چوٹ آئی ہے کامل شفایابی کے لئے احباب سے درخواست دُعا ہے۔

مینیجر اخبار بدر

مقامِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

از محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے عاشقِ رسولؐ، اسلام کے فدائی اور جاں نثار نیز حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع اور غلام تھے آپ نے برملا اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ مجھے جو بھی رُوحانی فیض حاصل ہُوا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی، پیروی اور آپؐ کا اُمتی ہونے کے طفیل حاصل ہوا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہُوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۱۲-۱۳)

پس ایسے عاشقِ رسول کے بارے میں یہ پروپگنڈا کرنا کہ نعوذ باللہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے یا حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے ہیں، سراسر ظلم اور زیادتی ہے جو محض بغض و عناد کی وجہ سے مخالفینِ احمدیت کرتے ہیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خود اپنی تحریرات اس بات پر شاہدِ ناطق ہیں کہ دَورِ حاضر میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اعلیٰ وارفع شان کا اظہار کر کے غیر مسلموں کے ہر اعتراض کو رد کر کے غلبۂ اسلام کی بنیاد رکھ دی ہے جس پر قصرِ اسلام کی شاندار عمارت روز بروز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے مخالفین آج کل ختم نبوت کے مسئلہ کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دل کی گہرائیوں سے قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء نے جس دوسرے عقیدے کو اپنایا ہے وہ ضرور قابلِ تعجب اور غیر معقول ہے۔ جس سے وہ خود ختم نبوت کے انکار کے دائرے میں آتے ہیں۔ کیونکہ جب بھی وہ خاتم النبیین کے یہ معنی کرتے ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا وہیں پر ایک چور دروازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا بھی کھلا رکھتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ملی ہے۔ مگر وہ اُمتِ محمدیہ میں دوبارہ اگر آجاتے ہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی شمار نہیں ہوں گے؟ پھر ختمِ نبوت کہاں رہ گئی اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہاں رہ گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبیین کی حقیقی شان کو سمجھنے میں ہی سخت غلطی اور ٹھوکر کھائی ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں آئیے ہم دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں مقامِ خاتم النبیین کی کیا شان ہے۔ اور اس کا حقیقی اور صحیح مفہوم کیا ہے۔ انکارِ ختم نبوت کے اتہام کو رد کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور اُن کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اُس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سُنا ہُوا ہے۔ مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تام سے (جس کو اللہ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۴۲-۲۴۱)

نیز آپ فرماتے ہیں ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دِل سے ہیں خُدّامِ ختم المرسلیںؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں!
سارے حُکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دِل اِس راہ پر قُربان ہے

اِس بات کی گواہی مشہور عالمِ دین مولانا عبد الماجد دریابادی نے بھی دی ہے کہ:-

"جہاں تک میری نظر سے خود بانیٔ سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصنیفات گذری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی ہے۔ بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اس معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔"

(منقول از الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۲۵ء)

اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبیین کی عظمتِ شان کا جو اظہار فرمایا ہے آئیے ہم آپؑ کی تحریرات کے آئینے میں ان کا جائزہ لیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:-

(۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا۔ جس طرح پر وہ ختم نبوت مانتے ہیں اس طرح پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اب جسمانی ابوت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نفی کی ہے۔ اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہُو! تو پھر کیا آپؐ کو ابتر مانیں گے؟ ایسا ماننا تو کفر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپؐ کی ابوتِ رُوحانی کا سلسلہ جاری ہے۔ جیسا کہ لفظ لٰکِنْ ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو نبوت یا رسالت ہو گی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے ہو گی۔ کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی نبوت [illegible] نہیں ہو سکتا جب تک وہ آنحضرتؐ کی حقیقی اتباع سے استفادہ نہ کرے۔ آئندہ نبوت کا فیض آپؐ ہی کے ذریعہ اور مُہر سے ملے گا۔ ہماری مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی آئینہ میں اپنی شکل دیکھے تو اس شکل میں جو آئینہ میں نظر آتی ہے اصل کے خواص نہ ہوں گے۔ اسی طرح پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا عکس اور پرتو ہے۔ آپؐ سے خارج کوئی چیز نہیں۔ وحی کے معنے قرآن شریف میں مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ کے آئے ہیں جس دین میں برکاتِ سماویہ اور مکالماتِ الٰہیہ کا سلسلہ منقطع ہو جاوے اُس دین کو زندہ کہنا غلطی ہے۔ وہ دین مُردہ ہو گا۔ پس اسلام کو یہ لوگ مُردہ دین قرار دینا چاہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مُردہ نبی۔ معاذ اللہ ہم یہ نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور اسلام زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ آپؐ کے برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے جاری ہے اور آپؐ کی نبوت مستقل نبوت ہے جس کی مُہر سے سلسلۂ نبوت چلتا ہے۔ اور اسی کو ظلی نبوت کہتے ہیں۔ ہم اُس نبوت کو کفر جانتے ہیں جو آنحضرتؐ کے توسّط کے بغیر دعویٰ کی جائے۔ لیکن جو سلسلۂ توسّط کا انکار کرتا ہے کہ ایسا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ وہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر اور اسلام کو مُردہ مذہب ٹھہراتا ہے۔ اور جب اسلام ایسا مذہب ٹھہرایا گیا تو پھر اس سے نجات کی کیا اُمید ہو گی۔۔۔۔ بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ لوگ مانتے ہیں کہ یہ اُمت خیر الاُمم ہے تو کیا ایسی ہی اُمت خیر الاُمم ہُوا کرتی ہے جس میں کسی کو مخاطبات اور مکالماتِ الٰہیہ کا شرف حاصل نہ ہو؟ حضرت موسیٰ کی اتباع سے اُن کی اُمت میں ہزاروں نبی ہوئے لیکن اِس اُمت میں ایک بھی اُن کا مثیل نہ ہو تو پھر یہ اُمت کیونکر خیر الاُمم ٹھہری؟"

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

(۲)

ختم نبوت کی حقیقت اور مسلمانوں کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:-

"مَیں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپؐ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپؐ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے۔ اور چشمۂ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپؐ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپؐ کی ختمِ نبوت توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس وہی مُہرِ نبوتِ محمدی نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں۔ اور مَیں یہ کہتا ہُوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قُدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا

یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی اُمت میں وہی مُہر نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں۔ لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں جن کو نورِ نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا، اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور اس کو کُفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

(۳)

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ رُوحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

(۴)

"حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلّی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رُو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔"

(سراجِ مُنیر صفحہ ۳)

(۵)

"ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی مُلہَم کو نبی کے لفظ سے یا مُرسَل کے لفظ سے یاد کرے۔" (سراجِ مُنیر صفحہ ۳)

(۶)

"ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لے کر آئے جو نبوت کے خاتم تھے۔ اس لئے زمانہ کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختمِ نبوت کر دیا تھا۔ پس حضور علیہ السّلام کے بعد ہم کسی دوسری شریعت کے آنے کے قائل ہرگز نہیں۔"

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

(۷)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ یا جس کو بغیر توسّط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ وَمَنِ ادَّعٰی فَقَدْ کَفَرَ۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اُس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مُہر کو توڑنے والا ہو گا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گُم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اس کا نام پا لیا ہو۔ اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلّی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیّدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ مگر عیسیٰ بغیر مُہر توڑنے کے آ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔ اور اگر بروزی معنوں کے رُو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶-۷)

(۸)

"میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا رُوحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۹-۱۰)

(۹)

"خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مُہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدّقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔"

(الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۹)

(۱۰)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت، نئی کتاب نہ آئے گی۔ نئے احکام نہ آئیں گے۔ یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ جو الفاظ میری کتاب میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں۔ اس میں ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جائیں بلکہ منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورتِ حقہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالماتِ الٰہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے۔ اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنے نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے۔ یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے۔ بلکہ جو کچھ اُسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے۔ اور بغیر اس کے مل سکتا ہی نہیں۔"

(الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۲)

(۱۱)

"یاد رہے کہ اگر ایک اُمتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مُہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ اُمتی ہے اور اُس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اُس کا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور اُمتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو اُمتی نہیں، ختمِ نبوت کے منافی ہے۔"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۶۹ حاشیہ)

—✻—✻—✻—

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے آیت خاتم النبیین کے سیاق و سباق کی روشنی میں ختمِ نبوت کی جو تشریح فرمائی وہ کوئی نئی اور انوکھی نہیں بلکہ بعینہٖ یہی عقیدہ اُمتِ محمدیہ کے بزرگانِ سلف بھی رکھتے تھے کہ اُمتِ محمدیہ میں آنے والے مسیح موعود کو احادیث میں نبی اللہ قرار دیا گیا ہے اور اس کی آمد خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ مثلاً:-

(۱) - حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے:-

قُوْلُوْٓا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی اے مسلمانو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ تو کہا کرو کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(۲) - شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ میں اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے۔ اختصار کی خاطر صرف ایک مختصر حوالہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

فَاِنَّ النُّبُوَّةَ سَارِيَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَاِنْ كَانَ التَّشْرِيْعُ قَدِ انْقَطَعَ فَالتَّشْرِيْعُ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔

(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ طبع مصر)

یعنی بے شک نبوت قیامت کے دن تک مخلوق میں جاری ہے اگرچہ نئی شریعت کا لانا منقطع ہو چکا ہے۔ پس شریعت کا لانا نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

(۳) - حضرت مُلّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ حنفیہ کے جلیل القدر امام ہیں خاتم النبیین کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں:-

اِذِ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَأْتِيْ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ۔

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

(۴) - امام عبد الوہاب شعرانیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

فَاِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ وَاِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ۔

(الیواقیت والجواہر مبحث ۳۵ صفحہ ۱۱۷)

یعنی بے شک مطلق نبوت نہیں اُٹھی اور صرف تشریعی نبوت اُٹھی ہے۔

(۵) - حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلویؒ جو بارہویں صدی کے مجدّد ہیں، فرماتے ہیں:-

خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَيْ لَا يُوْجَدُ مَنْ يَّاْمُرُهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِالتَّشْرِيْعِ عَلَى النَّاسِ۔

(تفہیماتِ الٰہیہ تفہیم ۵۳)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مُراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا ربّانی مُصلح نہیں آسکتا جسے خدا تعالیٰ کوئی نئی شریعت دے کر مبعوث کرے۔

(۶) - حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دیوبند فرماتے ہیں:-

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر النّاس صفحہ ۲۸)

پس سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بھی یہی بیان فرماتے ہیں کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو کمالاتِ نبوت اُن پر ختم ہیں۔ اور دوسرے اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ ایسا نبی جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۹)

ولادت

(1) مکرم ڈاکٹر محمد عبد الرزاق صاحب سلمہٗ آف حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲/۹/۹۱ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام "شہباز حسن" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود محترم سیٹھ عبد الحئی صاحب مرحوم آف یادگیر کا پڑپوتا اور مکرم و محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کا پڑنواسہ اور مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب (اور اہلیہ محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ آندھرا) ابن مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کا نواسہ ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب کی والدہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے اعانت بدر میں ۵۲/- روپے ادا کرتے ہوئے۔ نومولود کے نیک و صالح اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا کی ہے۔

حیدر آباد دکن کا یہ ایک بہت پرانا اور بڑا اور سلسلہ احمدیہ کا نہایت مخلص اور تاریخی باوقار احمدی خاندان ہے۔ اس پورے خاندان کے لئے خصوصی درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے سے بھی بڑھ کر قربانیاں کرنے اور اس پورے علاقہ میں احمدیت کو معجزانہ طور پر غالب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(ایڈیٹر)

(۲) مکرم شیخ محمد زاہد صاحب سویلیجہ امیر جماعت احمدیہ کانپور کی بھتیجی عزیزہ عشرت جہاں صاحبہ ... اہلیہ مکرم عبد العزیز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے شادی پر پانچ سال گزرنے کے بعد پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے بچی کے نیک صالح خادم دین ہونے اور جملہ افراد خاندان کی صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا ہے محترم سویلیجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۵/- روپے اعانت بدر اور صدقہ میں ادا کئے گئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

(ایڈیٹر)

(۳) مکرم چوہدری محمد حسین صاحب چیمہ گیانی آف لندن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُن کے بیٹے سلطان احمد کے لڑکے قطب الدین احمد سے ۲۸/۲/۹۱ کو دوسرے پڑپوتے سے نوازا ہے نومولود مکرمی حبیب احمد صاحب گھوکھر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیمبرج یو۔ کے کا نواسہ ہے۔

حضور اقدس نے از راہ شفقت نومولود کا نام منفلح الدین احمد رکھا ہے نیز احباب جماعت سے اس بچے کے خادم دین اور بابرکت درازی عمر کی درخواست کرتے ہیں۔

اِس خوشی کے موقعہ پر مبلغ ۵۰/- روپے بطور اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

درخواست دعا

◆ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ پونچھ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم محمد حسین صاحب عاجز سیکرٹری مال شیندرہ ایک عرصہ سے کمر درد، اور بعض دیگر عوارض میں مبتلا ہیں مخلص احمدی ہیں جموں میں زیر علاج ہیں۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

◆ بھدرک سے مکرم شیخ نور الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا نواسہ فرید احمد میٹرک کا امتحان دے رہا ہے نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

◆ عزیز سید شکر اللہ متعلم مدرسہ احمدیہ لکھتے ہیں خاکسار کا بڑا بھائی محترم سید خلق اللہ مسلم آف سونگڑہ کے مورخہ ۲۲/۲/۹۱ کو آنکھ آپریشن ہوا ہے صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

◆ مکرم منوہر لعل کپور لکھنؤ سے ۲۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کر کے مقدمہ میں کامیابی کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتے ہیں

(ادارہ)

◆ مکرم شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ بھبنیشور سے لکھتے ہیں کہ میرے چھوٹے چچا شیخ یوسف علی صاحب کرڈاپلی بسبب ہائی بلڈ پریشر چند ماہ سے بیمار تھے۔ اُسی حالت میں گر گئے پاؤں اور ہاتھ میں فالج ہو گیا ساتھ ہی ... اٹیک بھی ہوا ہے۔ ڈیڑھ ہفتہ ہوا سکتہ کی حالت ہے اور نزع کی حالت میں پڑے ہیں۔ جماعت احمدیہ کرڈاپلی میں وہ اپنا سالہا سال تک نائب صدر سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ اور زعیم *

* کے عہدہ پر احسن رنگ میں کام کرتے رہتے ہیں۔ صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

رسالہ "یوگر شمی" کا جوبلی نمبر شائع ہو گیا!

رسالہ "یوگر شمی" کنڑی زبان میں شائع ہونے والا واحد جماعتی ماہانہ رسالہ ہے صد سالہ جماعتی تقاریب کے سلسلہ میں اس کا جوبلی نمبر حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ جس کا رسمی اجراء ۲۰ رجنوری ۹۱ کو بنگلور میں منعقدہ ایک خصوصی تقریب میں مکرم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ نے ایک کاپی مکرم مولوی یو۔ ابو بکر صاحب مبلغ میلاپالیم کو دے کر کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس رسالہ کی تبلیغی و تربیتی خدمات کو سراہا۔ اور مکرم محمد یوسف صاحب نے جو اس رسالہ کے ایڈیٹر ہیں اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ رسالہ ۱۹۷۵ء میں شروع ہونے والا کنڑی زبان کا سب سے پرانا دینی رسالہ ہے اور اس رسالہ کے ذریعہ صوبہ کرناٹک میں نمایاں رنگ میں تبلیغی و تربیتی امور سرانجام دئے جا رہے ہیں۔ اس تقریب میں مکرم ایم پی ابراہیم صاحب، مکرم سی مطیع اللہ صاحب۔ مکرم ایم پی موسیٰ صاحب اور مکرم ایس ایم شریف صاحب نے خطاب کیا۔

صوبہ کرناٹک میں "یدگر شمی" مسلم اور غیر مسلم حلقوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے بہترین کردار ادا کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ یہ رسالہ جماعت احمدیہ کے عظیم مقاصد کو پورا کر سکے اور اس میں کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بے انتہا رحمتوں اور برکتوں سے نوازے آمین

(خاکسار زین الدین حامد قادیان ۔ ماخوذ از "ستیادوتن" فروری ۱۹۹۱ء)

صدقۃ الفطر و عید فنڈ

صدقۃ الفطر نماز عید الفطر سے قبل مقامی جماعت کے نظام کے تحت ادا کیا جاتا ہے جو کہ ہر مسلمان مرد عورت اور بچہ پر اس صدقہ کی ادائیگی واجب ہے حتّی کے نومولود بچہ یا گھر میں کوئی نوکر ہو تو اس کی طرف سے بھی یہ صدقہ ادا کیا جانا ضروری ہے اس کی شرح عربی پیمانہ ایک صاع غلہ یعنی تقریباً پونے تین سیر انگریزی ہے اور رائج الوقت پیمانہ میٹرک سسٹم میں دو کلو۔ پانچ صد تریسٹھ گرام (۲ کلو - ۵۶۳ گرام) ہوتے ہیں۔ جو دوست پوری شرح کے مطابق صدقۃ الفطر ادا نہ کر سکتے ہوں وہ نصف شرح کے مطابق بھی ادائیگی کر سکتے ہیں۔

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں غلہ (گندم دھان ۔ باجرا وغیرہ) کی قیمت مختلف ہے اس لئے ہندوستان کی جماعتیں مقامی طور پر جو دو کلو پانچ صد تریسٹھ گرام (۲ کلو - ۵۶۳ گرام) غلہ کی قیمت ہو اس کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کر سکتی ہیں۔

پنجاب میں مقامی طور پر پوری شرح چھ روپے ۶/- اور نصف شرح تین ۳/- روپے مقرر کیا جاتا ہے۔

عید فنڈ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اس اہم فنڈ کو قائم فرمایا ہے تاکہ عید کی خوشی کے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے بھی احباب جماعت مالی قربانی میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی حاصل کر سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہر کمانے والے پر فی کس ایک روپیہ تھی۔ دورِ حاضر میں ۔ اُس زمانہ کی ایک روپیہ کی قیمت بہت زیادہ ہو چکی ہے اس لئے احباب جماعت اپنی آمد کے مطابق بڑھ چڑھ کر حسب توفیق اس مد میں حصہ لیں عید فنڈ کی جملہ وصول شدہ رقم مرکز آنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ تمام جماعت کو اس کی توفیق عطا کرے آمین

خاکسار (ناظر بیت المال آمد)

بمقام کرڈاپلی سالانہ اجتماع آل اڑیسہ انصار اللہ

بتاریخ ۱۱ - ۱۲ مئی ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوگا

انشاء اللہ ۱۱ - ۱۲ مئی ۱۹۹۱ء کو کرڈاپلی کے مقام پر آل اڑیسہ انصار اللہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوگا۔ اراکین مجالس انصار اللہ اڑیسہ سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کر کے اس اجتماع کو کامیاب کریں اور اس کی روحانی برکات سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین (خاکسار صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

آخری قسط

جماعتِ احمدیہ کاسرمٹی آسام ۔ پانچلہ گاؤں (کلکتہ) میں مبلغ سلسلہ مولانا سلطان احمد صاحب ظفر کو غیر احمدیوں کی سیرت کمیٹی نے مدعو کیا بہت عمدہ اثر ہوا ۔ مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ ۔ بسری (بہار) ۔ جماعتِ احمدیہ بھدرک ۔ بیداہ (یو۔پی) ۔ لنگا آسام میں محفلِ مذاکرہ ۔ جماعتِ احمدیہ امروہہ ۔ جماعتِ احمدیہ بھبنیشور ۔ جماعت احمدیہ سلیہ ۔ جماعتِ احمدیہ غنچہ پاڑا ۔ جماعتِ احمدیہ یاری پورہ ۔ جماعتِ احمدیہ کرڈاپلی ۔ جماعت احمدیہ ورنگل ۔ جماعتِ احمدیہ کاڑاپلی ۔ جماعتِ احمدیہ کیرنگ ۔ اٹارسی میں عیسائیوں نے ہفتہ پرچار منایا اس موقعہ پر خوبصورت احمدیہ بک سٹال لگایا گیا اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا ۔ جڑچرلہ ۔ جماعتِ احمدیہ تلاکور (ہریانہ) ۔ جماعتِ احمدیہ تیماپور ۔ جماعتِ احمدیہ یادگیر ۔ جماعتِ احمدیہ شورت ۔ محلہ ٹنگلی کے سیرت النبی کے جلسوں میں شرکت ۔ جماعت احمدیہ تیماپور ۔ جلسہ سیرت النبیؐ لجنہ اماء اللہ قادیان ۔ جماعتِ احمدیہ درہ دلیاں ۔ جماعتِ احمدیہ سورو ۔ جماعت احمدیہ ہلدی پدا ۔ جماعتِ احمدیہ حیدرآباد ۔

اعلاناتِ نکاح

● ۔۔۔ مسماۃ عزیزہ شمیم النساء بیگم بنت محمد عبد القادر صاحب ساکن دولت آباد تعلقہ نرساپور ضلع میدک کا نکاح ۲۹ نومبر ۹۰ء کو ہمراہ مسمیٰ عزیزم غلام احمد صاحب ولد غلام مصطفیٰ صاحب ساکن محلہ دائرہ میدک بعوض مہر پانچ ہزار ایک سو (۵۱۰۰/-) روپیہ جناب ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش نے پڑھا ۔ اس خوشی کے موقعہ پر جناب غلام مصطفیٰ نے اعانتِ بدر میں پندرہ روپے اور شکرانہ فنڈ برائے افریقہ پندرہ روپے ادا کئے ۔

● ۔۔۔ مسماۃ عزیزہ نصیرہ بیگم بنت غلام محمد صاحب ساکن چنداپور تحصیل کاماریڈی ضلع نظام آباد کا نکاح ہمراہ مسمیٰ عزیزم محمد عظیم احمد صاحب ابن محمد بشیر احمد صاحب مرحوم ساکن جلال کوچہ حیدرآباد بعوض مہر پانچ ہزار روپے مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے بتاریخ ۲۲ فروری ۹۱ء مسجد احمدیہ جوبلی ہال میں بعد نماز جمعہ پڑھا ۔ اس خوشی کے موقعہ پر جناب غلام محمد صاحب نے اعانتِ بدر میں پندرہ روپے اور شکرانہ فنڈ برائے افریقہ میں پندرہ روپے اور عزیزم محمد عظیم احمد صاحب نے بھی اعانتِ بدر میں ۱۵/- اور شکرانہ فنڈ میں ۱۵/- روپے ادا کئے ہیں ۔

ان رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے ۔

خاکسار :۔ ایم ۔ اے ۔ ستار سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعتِ احمدیہ حیدرآباد ۔

دعائے مغفرت

میرے خسر محترم جناب قاضی محمود احمد صاحب راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد لاہور یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو کراچی میں وفات پا گئے تھے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ سب بھائیوں اور بہنوں اور بزرگوں سے عاجزانہ درخواست مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے ہے ۔ نیز یہ کہ ہمیں بھی صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اس کی رضا کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ۔ اللّٰھم آمین ۔

خاکسار :۔ (صوفی) عزیز احمد ۔ اوٹاوا ۔ کینیڈا ۔

اداریہ ۔ بقیہ صفحہ (۲)

انہی اقوام کی قیادت میں آرہی ہیں جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی ۔ الٰہی نوشتوں کے مطابق جماعتِ احمدیہ کی دعائیں اور صدقات بالآخر اس طلسم کو توڑیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس کی تلقین حضور انور احبابِ جماعت کو فرما رہے ہیں اور بالآخر امنِ عالم ضرور قائم ہوگا ۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

عبد الحق فضل

گوردوارہ فتح گڑھ کی کارسیوا میں خدام الاحمدیہ قادیان کا تعاون !

ریلوے روڈ قادیان میں ایک گوردوارہ فتح گڑھ کی تعمیر کی جارہی ہے ۔ مورخہ ۱۲ مارچ کو گوردوارے کا لینٹر ڈالا گیا ۔ اس موقعہ پر قادیان کے چالیس خدام نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا ۔ جب سکھ کسی مذہبی جگہ کی تعمیر میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں تو اس کارِ خیر کو "کارسیوا" کہتے ہیں جیسے ہی خدام زیرِ قیادت مکرم رشید الدین صاحب پاشا قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان گوردوارے کے نزدیک پہنچے تو سکھ حضرات نے مذہبی نعروں سے ہمارے خدام کا پرتپاک استقبال کیا ۔ اور ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ۔ بہت سے سکھ ہمارے خدام کا جوش اور ولولہ دیکھ کر بہت ہی متاثر ہوئے اور خدام کے کام پر خوشنودی کا اظہار کیا ۔

خاکسار :۔ (چوہدری) مقبول احمد بی ۔ کام ۔ نامہ نگار

امتحان دینی نصاب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان ۔۔ !!

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۰ء کے امتحان دینی نصاب کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "فتح اسلام" بطور نصاب مقرر کی گئی ہے ۔ یہ امتحان ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار ہوگا ۔

احبابِ جماعت اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھیں اور اس دینی امتحان میں شامل ہو کر علمی ، دینی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کریں ۔ عہدیدارانِ جماعت ، مبلغین و معلمین صاحبان امتحان میں شامل ہونے والے احباب کے اسماء مع ولدیت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوا کر ممنون فرمادیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دے اور جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO: OFF. 6348179. RESI. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT No. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, (ANDHERI EAST)
BOMBAY - 400099.

طالبانِ دعا ۔
آٹو ٹریڈرز
۱۶ ۔ میسنگو لین ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
اعتکاف وصوم
ترجمہ
اعتکاف بیٹھ اور ساتھ ہی روزہ بھی رکھ

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR.
بانی پولیمرز ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز :۔
۵۲۰۶ ۔ ۵۱۳۷ ۔ ۴۰۲۸ ۔ ۴۳

"ہماری اعلیٰ اذہنت ہمارے خدائیں ہیں"
(کشتی نوح)
MIR ®
CALCUTTA - 15.
پیش کرتے ہیں :۔
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ، ہوائی چپل نیز ربر ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے !